﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا﴾

(پ ۱۵ بنی اسرائیل)

حیاء و پاکدامنی

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی دامت برکاتہم

حضرت والا کا یہ بیان ملک "زامبیا کے شہر "لوساکا" کی مسجد نور (جامع مسجد) میں ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰۰۰ء بحالت اعتکاف مستورات کے لئے ہوا، مسجد کے باہر مکتب کے ہال میں خواتین جمع تھیں اور مسجد کے اندر معتکفین تھے۔

فہرست عناوین

شمار	عناوین	صفحہ
۱	مومن کا مقصد زندگی	۴۴
۲	اسلام کا نرالا انداز تربیت	۴۵
۳	مومن اور کافر کی زندگی میں فرق	۴۵
۴	اسلام میں عورت کا مقام	۴۶
۵	اختلاط سے ممانعت	۴۷
۶	اسلامی تدابیر	۴۸
۷	غیرت ایمانی	۴۹
۸	عورت کو احتیاط کا حکم	۵۰
۹	حالت غم میں بھی پردہ نہ چھوٹا	۵۱
۱۰	گھر میں کس طرح رہے؟	۵۱
۱۱	بے پردہ عورتوں سے احتیاط	۵۲
۱۲	فحش چیزوں سے بچنے کا حکم	۵۲
۱۳	اعضاء بھی زنا کرتے ہیں	۵۳
۱۴	"نظر" دشمن کا تیر ہے	۵۳
۱۵	بے پردہ عورت کی سزا	۵۴
۱۶	حضرت مدنی اور انگریز	۵۵
۱۷	موسیقی کانوں کا زنا	۵۶
۱۸	دورِ صحابہ میں پر سکون معاشرہ	۵۶
۱۹	پردہ کی اہمیت	۵۷
۲۰	آنکھ کا کرشمہ	۵۸
۲۱	ناجائز تعلقات رسوائی کا سامان	۵۸
۲۲	بے پردگی سبب تباہی	۵۹
۲۳	حکمت کی باتیں	۵۹
۲۴	دل قابو میں کرنے کا مجرب عمل	۶۰
۲۵	پاکباز کیلئے عرش کا سایہ	۶۱
۲۶	جوانی کی توبہ	۶۲
۲۷	ایک نکتہ	۶۳
۲۸	پاکدامن لوگوں کی دعائیں	۶۳
۲۹	عبداللہ ابن مبارک کی توبہ	۶۳
۳۰	پاکدامنی کا ایک عجیب واقعہ	۶۵
۳۱	حضرت مریم علیہا السلام	۶۷
۳۲	قرآنی گواہی	۷۰

اللہ اللہ اللہ

اقتباس

دین اسلام کا یہ حسن ہے کہ جن سوراخوں سے شیطان انسان کے دل پر حملہ کر سکتا تھا، اسلام نے ان تمام سوراخوں کو بند کر دیا، بلکہ جس منزل پر جانے سے روکنا تھا اس راستے پر پہلا قدم اٹھانے سے بھی روک دیا۔

مثال کے طور پر شرک سے منع کرنا تھا، تو تصویر بنانے سے بھی منع کر دیا، نہ رہے بانس نہ بجے بنسری، اسی طرح اللہ رب العزت نے مؤمن کو زنا سے روکنا تھا، تو غیر محرم کی طرف نظر اٹھانے سے بھی روک دیا، تو جس منزل پر نہیں جانا اسکا فاصلہ کیا معلوم کرنا، اور اس پر پہلا قدم ہی کیا اٹھانا، تو یہ دین اسلام کا حسن ہے کہ اس نے مؤمن کو شرم و حیاء کی زندگی گذارنے کی تعلیم دی ہے۔

﴿ از افادات ﴾

حضرت مولانا پیر

حافظ ذوالفقار احمد صاحب

نقشبندی مدظلہ زید مجدہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و کفٰی و سلام علی عبادہ الذین اصطفٰی ......اما بعد!

اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَاءَ سَبِيْلًا﴾

وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم [اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِيْمَانِ]

وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم [لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا غَيْرَةَ لَهٗ]

وقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم [اَنَا اَغْيَرُ وُلْدِ آدم وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ]

سبحٰن ربك رب العزۃ عما یصفون و سلام علی المرسلین

والحمد للّٰہ رب العٰلمین

اللّٰھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و بارك وسلم

اللّٰھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و بارك وسلم

اللّٰھم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد و بارك وسلم

مومن کا مقصدِ زندگی

مومن کا مقصدِ زندگی آخرت کی تیاری کرنا ہے اور کافر کا مقصدِ زندگی عیش و عشرت کرنا ہے جیسے کسی نے کہا ع

بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

کافر یہ سمجھتا ہے کہ اسکے بعد زندگی نہیں ملے گی، جتنا لطف اٹھالو، جتنی لذتیں اٹھالو جتنی مستی اڑالو، جتنی ہمتیں صرف کر سکتے ہو کر لو۔

مومن کا مقصدِ زندگی شریعت و سنت کے مطابق زندگی گزار کر اللہ رب العزت کی رضا کو حاصل کرنا ہے، اسکی خاطر کبھی اسے اپنی خواہشات کی قربانی دینی پڑتی ہے اور کبھی کبھی اسے اپنی ضروریات کی بھی قربانی دینی پڑتی ہے، لیکن ہر قربانی کا بدلہ ہوا کرتا ہے، جو انسان اپنے جذبات کو اللہ کے لئے قربان کرتا ہے پھر اللہ رب العزت

اسکو سب سے بہتر اجر اور بدلہ دینے والے ہیں دنیا میں انسان کسی کی خاطر مزدوری کرے تو وہ اسکو اجرت دیئے بغیر واپس نہیں بھیجتا تو جو انسان اللہ رب العزت کی خاطر مجاہدہ اختیار کرے، اپنے نفس کو زیر کرنے کے لئے، شریعت کی لگام پہنانے کے لئے محنت کرے تو پھر اللہ رب العزت کے ذمہ ہو جاتا ہے اپنے بندے کو اسکا بدلہ دینا۔

اسلام کا نرالا انداز تربیت

دین اسلام کا یہ حسن ہے کہ جن سوراخوں سے شیطان انسان کے دل پر حملہ کر سکتا تھا اسلام نے ان تمام سوراخوں کو بند کر دیا بلکہ جس منزل پر جانے سے روکنا تھا اس راستے پر پہلا قدم اٹھانے سے بھی روکدیا مثال کے طور پر شرک سے منع کرنا تھا تو تصویر بنانے سے بھی منع کر دیا، نہ رہے بانس نہ بجے بنسری اسی طرح اللہ رب العزت نے مؤمن کو زنا سے روکنا تھا تو غیر محرم کی طرف نظر اٹھانے سے بھی روکدیا تو جس منزل پر نہیں جانا اسکا فاصلہ کیا معلوم کرنا اور اس پر پہلا قدم ہی کیا اٹھانا تو یہ دین اسلام کا حسن ہے کہ اسنے مؤمن کو شرم و حیاء کی زندگی گذارنے کی تعلیم دی ہے۔

مؤمن اور کافر کی زندگی میں فرق

مؤمن شرم و حیاء کو صفت سمجھتا ہے، غیر مسلم معاشرے میں عورت کو تصویروں میں دکھانا، اسکرینوں پر دکھانا اسٹیج کے اوپر دکھانا، وہاں پر روزمرہ کا معمول ہے (اس معاشرہ میں میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کے واقعات 90% سے بھی زیادہ ہیں) اسی لئے یورپ کے ملکوں میں مرد اور عورت کے آزاد اختلاط کی وجہ سے ہر وقت عورت کے پاس بھی چوائس ہوتا ہے اور مرد کے پاس بھی چوائس ہوتا ہے بلکہ پچھلے دنوں کی ایک خبر تھی کہ اب تو ان کافروں کے ملکوں میں لوگوں نے شادی کرنا ہی ختم کر دی ہے ویسے ہی ایک دوسرے کے ساتھ وقت گذارنا شروع

کر دیا ہے، تجزیہ پیش کیا گیا، تو تجزیہ پیش کرنے والے نے کسی لڑکے سے پوچھا کہ تم شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ تو اس نے جواب دیا کہ جب تمہیں بازار میں دودھ ملتا ہے تو پھر گھر میں گائے پالنے کی کیا ضرورت ہے، اس سے پتہ چلا کہ کافروں کو عورت کے ساتھ کوئی عزت نہیں بلکہ حقیقت میں تو وہ عورت کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں عورت کے حقوق کے علم بردار بننے والے، عورت کو آزادی دلوانے والے، عورت کو گھر کی چار دیواری سے باہر نکالنے والے، عورت کو مردوں کے برابر لانے والے، در حقیقت عورت کو بے لباس کر کے اس سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں۔

اسلام میں عورت کا مقام

مسلم معاشرے میں مرد اور عورت کو شرم وحیاء والی زندگی گزارنے کی تلقین کی گئی بحیثیت انسان، جیسے مرد اللہ تعالی کے بندے ہیں، ویسے ہی عورتیں بھی اللہ کی بندیاں ہیں، اسلئے عبادات میں عورت اور مرد کے حقوق مساوی ہیں، جان مال، عزت آبرو کی حفاظت میں مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہیں، لیکن معاشرتی زندگی گزارنے کا وقت آیا تو شریعت نے گھر کے اندر کے سارے کام عورت کو سونپ دیے کہ وہ گھر کے اندر رہ کر اپنے آپ کو مصروف بھی رکھے، بچوں کی اچھی تربیت کرے، شرم وحیا کی حفاظت کرے، اور مرد کے ذمہ یہ لگایا، کہ وہ گھر کی چار دیواری کے باہر کا بوجھ اٹھائے، اگر شریعت عورت کو کہتی کہ تم اپنی روزی خود کما کر کھاؤ، تو اس سے پھر ناموس کی حفاظت کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتی تھی، اسلئے پوری زندگی عورت کے لئے خود کمانا فرض نہیں، یہ اگر بیٹی ہے تو اس کا خرچہ باپ کے اوپر فرض ہے، بہن ہے تو اسکا خرچہ بھائی کے اوپر فرض ہے، اگر بیوی ہے تو اسکا خرچ خاوند کے اوپر فرض ہے اور اگر ماں ہے تو اسکا خرچہ اسکے بچوں کے اوپر فرض ہے پوری زندگی عورت کو کہیں یہ وقت نہیں آتا کہ وہ باہر نکل کر اپنی روزی کمائے، تو جب شریعت نے اسکو باہر کی دنیا سے بے نیاز کر دیا، اسکی ضرورتیں گھر بٹھائے پوری ہو رہی

ہیں، وہ اپنے محل میں ملکہ کی سی زندگی گذار سکتی ہے، تو اب شریعت نے کہا کہ تم اپنی عزت اور ناموس کی حفاظت کرو، اگر اس عورت کو نوکری کرنے کے لئے، اپنے بزنس کے آڈر لینے کے لئے، غیر محرموں کے پاس جانا پڑتا، تو معلوم نہیں غیر محرم لوگ کس کس حیلے اور بہانے سے اسکے جسم کے ساتھ کھیلتے، اور اسکو مجبور ہونا پڑتا، نوکری حاصل کرنے کے لئے، بزنس حاصل کرنے کے لئے، اپنی عزت کو بھی داؤ پر لگانا پڑتا، تو شریعت نے اسکی حفاظت اس طرح سے کی کہ مرد کو ذمہ دار بنایا اور عورت کے سر پہ یہ بوجھ ہی نہیں رکھا، کہ وہ خود کمائے اور پھر کھائے، تو حسن دیکھئے شریعت کا، کہ جب عورت کو عزت وناموس کی حفاظت کا حکم دینا تھا، تو اسکو باہر کی دنیا سے بے نیاز کر دیا، فرمایا کہ تم گھر میں رہو، تمہارے مردوں پر فرض ہے کہ تمہیں گھر میں لا کر نان ونفقہ دیں گے۔

اختلاط سے ممانعت

پھر عورتوں کو کہا کہ تم عورتوں میں ہی اپنا تعلق رکھو اسلئے مسلم معاشرے میں اسکول سے لیکر یونیورسٹی تک، عورتوں کی ہو تو اسمیں عورتیں ہی کام کرنے والی ہوں، حتی کہ اگر ہاسپٹل میں وارڈز ہوں تو عورتوں کے الگ ہوں مردوں کے الگ ہوں، تو مرد اور عورت کو ایک دوسرے کے ساتھ میل جول سے منع کر دیا، شرائط لگا دیں سوائے ان مردوں کے ساتھ ملنے جلنے کے جنکو محرم کہتے ہیں، جہاں آ کر دنیا کے غلیظ ترین انسان کی نفسانیت بھی مر جاتی ہے، مثلاً بیٹا ہے، بھائی ہے، باپ ہے، یہ وہ رشتے ہیں کہ کتنی ہی گندی ذہنیت رکھنے والا مرد کیوں نہ ہو ان مقدس رشتوں کے پاس آ کر اسکے اندر کے جذبات ختم ہو جاتے ہیں، اسکے اندر کی حیوانیت ختم ہو جاتی ہے اور اسکے اوپر شرم وحیا کا پردہ آ جاتا ہے تو شریعت نے محرم مردوں کے ساتھ ملنے، بیٹھنے کی اجازت دی، لیکن ان کے علاوہ جتنے مرد تھے ان کو غیر محرم کہا، نکاح کے ذریعہ تو انکے قریب آ سکتی ہے، نکاح کے بغیر ان سے دور رہنے کا حکم دیا ہے

اسلامی تدابیر

شریعت نے مردوں کو علیحدہ حکم دیا کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں، اور عورت کو علیحدہ حکم دیا کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾ ''آپ ایمان والوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں'' (پ ۱۸ ، النور) ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾ ''اور مؤمنہ عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں، اور وہ بھی اپنے ناموس کی حفاظت کریں'' (پ ۱۸ ، النور) تو مردوں کو اپنی نگاہیں ہٹانے کا علیحدہ حکم دیا اور عورتوں کو اپنی نگاہیں ہٹانے کا علیحدہ حکم دیا، بلکہ جتنی احتیاطی تدابیر ہو سکتی تھیں، وہ ساری کی ساری مرد اور عورتوں کو سمجھا دیں، مثال کے طور پر عورت کو کہا ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ ''تم اپنے گھروں ہی میں رہو'' ہاں عذر اور ضرورت کے وقت تم محرم مردوں کے ساتھ باہر نکل سکتی ہو ﴿وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾ (پ ۲۲ احزاب) ''اور پہلے والی جاہلیت اور رسم و رواج کی باتیں نہ کرو'' تو گویا عورت کو منع کر دیا کہ وہ بے پردہ ہو کر باہر نہ نکلے، اور رواجوں کے پیچھے نہ بھاگے، بلکہ اللہ کو راضی کرنے والی زندگی کو اختیار کرے، اور اگر کبھی ایسا موقع ہو کہ مردوں کو عورت سے کوئی چیز لینی دینی ہو، بات کرنی ہو تو قرآن پاک میں فرمایا کہ ﴿فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ ''تم پردے کے پیچھے ان سے مانگو بات کرو'' ﴿ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ﴾ (پ ۲۲ احزاب) ''یہ تمہارے دلوں کی پاکی کیلئے بھی اچھا ہے، اور عورتوں کے دلوں کے پاک رہنے کیلئے بھی اچھا ہے'' تو یہاں قرآن نے دونوں کے دلوں کے پاکیزگی کی بات کی کوئی عورت یہ نہیں کہہ سکتی کہ اگر مرد مجھ سے بات کرے تو مجھ پر اثر نہیں ہوتا، کوئی مرد نہیں کہہ سکتا کہ عورت مجھ سے بات کرے تو مجھ پر اثر نہیں ہوتا، اللہ کا قرآن یہ گواہی دے رہا

ہے، کہ تم پردے کے پیچھے سے گفتگو کرو، یہ دونوں کے دلوں کی پاکیزگی کیلئے اچھا ہے، اور پھر اس پر یہ بات بھی فرمادی کہ عورت کو اگر غیر محرم سے بات کرنی بھی پڑے دروازے کے پیچھے سے، یا پردے کے پیچھے سے، یا ٹیلیفون کے اوپر، فرمایا ﴿فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ﴾ ''کہ تم اپنی آوازوں کو نرم نہ کرو قدرے سختی رکھو، ترشی رکھو، کہ اجنبیت ہی معلوم ہو ﴿فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ﴾ (پ ۲۲ احزاب) ''اگر تم آواز کو نرم کرلوگی تو جس کے دل کے اندر مرض ہے اسکے دل کے اندر طمع پیدا ہوجائے گی'' تو قرآن پاک کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت جب غیر محرم کے ساتھ میٹھی بنکر گفتگو کرتی ہے، تو لازماً اس مرد کے دل میں گناہ کا ارادہ پیدا ہوتا ہے، اس لئے منع فرمادیا کہ تمام ان کاموں سے بچو جن کاموں سے برائی کا امکان بھی ممکن ہے۔

غیرت ایمانی

شریعت نے تعلیم دی کہ [لَا اِیْمَانَ لَهُ لِمَنْ لَا غَيْرَةَ لَهُ] تو گویا بے غیرت مرد ہے یا بے غیرت عورت ہے تو وہ اپنے ایمان کی خیر منائے، نبی علیہ السلام نے فرمایا [اَنَا اَغْيَرُ وُلْدِ آدَمَ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ] ''میں اولاد آدم میں سب سے زیادہ غیرت والا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت والا ہے'' کیا خوبصورتی ہے اس دین کی کہ جس نے شرم وحیا اور غیرت کے ساتھ زندگی گزارنے کی اتنی تعلیم دی، اسلئے مردوں کو حکم دیا کہ تم اپنی آنکھ کو بند کرلو اگرچہ مادہ بکری کے پوشیدہ اعضاء ہی کیوں نہ ہوں، اور یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ اللہ رب العزت نے آنکھ کا پردہ کتنا چھوٹا بنایا، کتنا ہلکا بنایا، کہ ایک لمحہ میں انسان اپنی آنکھ کو بند کرسکتا ہے، اگر آنکھ کو بند کرنے کیلئے کوئی بڑا اشٹر گرانا پڑتا، تو مرد بہانا کرتے کہ عورت کی طرف نظر اٹھتے اٹھتے بھی ہم نے اسے دیکھا تھا، لہذا اللہ تعالیٰ نے آنکھ کے پردے کو اتنا لطیف بنادیا کہ جس وقت بھی چاہے انسان اپنی آنکھ کو اسی وقت بند کرسکتا ہے۔

عوت کو احتیاط کا حکم

عورت کو تعلیم دی کہ تم ہر اس موقع سے بچو کہ جن مواقع پر کسی غیر محرم کو تمہاری طرف التفات ہو سکے، مثلاً جب عورتیں اپنے بال سنوارتی ہیں، کنگھی کرتی ہیں، تو انکے جو بال ٹوٹ جاتے ہیں انکو بھی وہ ایسی جگہ نہ پھینکیں جہاں غیر محرم مرد دیکھ سکتے ہوں، فقہاء نے عورت کو حکم دیا کہ وہ اپنے ان ٹوٹے ہوئے بالوں کو بھی چھپا کر رکھیں، تاکہ غیر مرد کی نظر نہ پڑے، اگر کسی مرد نے کسی خاص برتن میں کھایا پیا، تو عورت کو منع کیا کہ تم ارادتاً اس برتن میں مت کھاؤ، اس لئے کہ یہ مکروہ ہے اگرچہ مؤمن کے جھوٹے میں شفا ہے، لیکن وہ اور نیت ہوتی ہے، شریعت نے احتیاط بتا دی، اسلئے کہ کبھی کبھی اشارات کا سلسلہ ادھر سے بھی شروع ہو جاتا ہے، کہ قریبی لوگ مہمان بنتے ہیں اور ایک دوسرے کے پاس بچی ہوئی چیزیں پہنچ جاتی ہیں، شریعت کا حسن دیکھئے کہ اس نے اس سے بھی منع فرما دیا، عورت کو ایک حکم یہ بھی دیا کہ اگر وہ گلی میں چلے تو درمیان راستہ میں چلنے کی بجائے، دیوار کی طرف قریب ہو کر چلے، ایسا نہ ہو کہ مردوں کے ساتھ اسکا جسم ٹکرائے، حدیث پاک میں آتا ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے یہ بات فرمائی تو صحابیات جب کبھی گلی میں نکلتیں تو اتنا دیوار کے قریب ہو کر چلتی تھیں کہ انکے برقعے اور چادریں بسا اوقات دیوار کے ساتھ اٹک جاتے تھے، عورت اگر باہر نکلے تو اپنے آپ کو حجاب میں لپیٹ کر نکلے، کچھ عورتوں کو غلط فہمی ہوتی ہے کہ جی چہرے کا تو حجاب نہیں ہے، ذرا سوچئے کہ اگر چہرا ہی سامنے آ گیا تو باقی کچھ دکھانے کی ضرورت ہی نہیں، جس طرح کتاب کا انڈیکس (فہرست) دیکھنے سے سب کچھ پتہ چل جاتا ہے تو جب آنکھیں کھلی ہیں منہ کھلا ہے، تو پھر اشارات بھی ہو سکتے ہیں، بات بھی ہو سکتی ہے، شریعت نے پھر پردے کے پیچھے سے بات کرنے کی بات قرآن مجید میں کیوں کہی، کوئی عورت اس آیت کو قرآن مجید سے نکال تو نہیں سکتی، تو جب قرآن مجید بتا رہا ہے کہ پردے کے

پیچھے سے گفتگو کرو تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ باہر نکلتے ہوئے چہرے کا پردہ نہ ہو، رہ گئی بات کہ فلاں جگہ نہیں ہوتا، فلاں جگہ نہیں ہوتا، یہ مت کہیئے اسلام آج اصلی شکل میں نہیں ہے، اسکو دیکھنا ہو تو آج کے دور میں قرآن وحدیث کے اندر دیکھو اور پہلے زمانے میں دیکھنا ہو تو صحابہ کرام کی زندگیوں میں دیکھو۔

حالت غم میں بھی پردہ نہ چھوٹا

حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک عورت تھی جس کا جوان بیٹا فوت ہو گیا، وہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی، اداس تھی، مغموم تھی، رو رہی تھی مگر بالکل کپڑے پردے کے اندر لپٹی ہوئی تھی، ایک صحابی نے یہ کہہ دیا دیکھو یہ بوڑھی عورت ہے اسکا جوان بیٹا فوت ہو گیا ہے، لیکن یہ خود کتنی کپڑے میں لپٹی بیٹھی ہے، تو وہ صحابیہ انکو کہنے لگیں کہ میرا بیٹا ہی تو فوت ہوا ہے، میری حیا تو فوت نہیں ہوئی، کہ میں اپنے جسم سے کپڑا ہٹا دوں، تو ایسے وقت میں بھی جب ماں بچے کی وجہ سے اتنی غمزدہ ہوتی ہے کہ اسکو اپنا ہوش نہیں رہتا صحابیات اس حالت میں بھی پردے کا لحاظ کرتی تھیں، تو پھر عام حالات میں وہ کتنا لحاظ کرتی ہوں گی؟۔

گھر میں کس طرح رہے؟

شریعت نے حکم دیا کہ وہ مرد جو قریبی ہیں عورت انسے بھی اپنے آپ کو بچا کر رکھے، مثال کے طور پر خاوند کے بھائی جنھیں دیور کہتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا [الحمو موت] دیور تو موت ہوتا ہے، گھریلو زندگی میں بات چیز کرنی پڑتی ہے، مگر عورت کو چاہیئے کہ اپنے اور اسکے درمیان ایک فاصلہ رکھے تا کہ، ضرورت سے اوپر ایک لفظ بھی اسے کہنے کا موقع نہ ملے، بلکہ غیر محرم سے بات کرتے ہوئے یہ اصول ہو کہ جہاں دو لفظوں میں جواب ممکن ہے وہاں تین لفظ بولنے کی اجازت نہیں، یہاں تک شریعت نے منع کر دیا کہ اگر اپنا محرم مرد بھی ایسا ہو جو غیر مأمون

ہو سکتی کہ بھائی ہے فاسق و فاجر گندی ذہنیت کا ہے، فحش کام کرتا پھرتا ہے، تو بہن کو کہا کہ تم اس سے بھی اپنے آپ کو پرے پرے رکھو۔

بے پردہ عورتوں سے احتیاط

ایسی عورتیں جو باہر بے پردہ پھرتی ہیں، ایسی عورتوں سے بھی باحیاء عورتوں کو محتاط رہنے کا حکم دیا، بلکہ فقہا نے لکھا کہ بے پردہ گھومنے والی عورت تو، با پردہ عورت کے لئے نامحرم مرد کے حکم میں ہوتی ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بے پردہ گھومنے والی اور گناہ کے تعلقات ادھر ادھر قائم کرنے والی عورتیں ہی نیک بچیوں کو گناہ کی باتیں سنا سنا کر، ادھر مائل کرتی ہیں، شیطان خود تو حملہ نہیں کرسکتا وہ اپنی ایجنٹ بھیج دیتا ہے، سہیلی کی شکل میں، اپنی ہمسائی کی شکل میں، کسی رشتہ دار کی شکل میں، اور وہ شیطان کی ایجنٹ اس نوجوان بچی کو جنسی باتیں سنا کر اسکے دل کے اندر گناہ کا خیال پیدا کرتی ہے۔

فحش چیزوں سے بچنے کا حکم

قرآن پاک نے کیا خوبصورت لفظ استعمال کیا کہ جو لوگ ایسی عورتوں پر بہتان لگاتے ہیں ﴿الْمُحصِنَاتِ الْغَافِلاتِ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ (پ۱۸ النور) تو یہاں پر غافلات کا ترجمہ مفسرین نے یوں کیا کہ وہ عورتیں جنکو جنسی یا اس قسم کی باتوں کا پتہ ہی نہ ہو وہ غافلات ہیں تو شادی سے پہلے بچی کو اس قسم کی بے شرمی کی باتوں کا پتہ ہی نہیں ہونا چاہیئے، اللہ کی نظر میں یہ انکی صفت ہے، عورت کی صفت اسکو قرار دیا قرآن مجید میں کہ وقت سے پہلے اسکو ایسی باتوں کا پتہ ہی نہیں گویا یہ بھولی بھالی نوجوان بچی ہے تو ایسی بھولی بھالی بچی اللہ رب العزت کی نظر میں بڑی عزت اور قدر والی بچی ہے، اسی لئے علماء نے لکھا کہ نوجوان بچیوں کو اخبار کے فلمی صفحے دیکھنا اور انکو ڈائجسٹ پڑھنا، تین عورتیں تین کہانیاں، افسانے پڑھنا، فلمیں دیکھنا، گانے سننا، اور اسی طرح انٹرنیٹ کی وہ بدمعاشیاں جو اب سامنے آچکی ہیں، اس قسم

کی چینگ، ہر چیز حرام ہے، اپنے بچوں اور اپنی بچیوں کو ان چیزوں سے بچانے کی ضرورت ہے یہ چیزیں فحاشی پھیلاتی ہیں اور فحاشی اللہ رب العزت کے نزدیک گناہ کبیرہ ہے۔

اعضاء بھی زنا کرتے ہیں

بلکہ موسیقی کے بارے میں تو نبی علیہ السلام نے تو یہاں تک فرمایا کہ موسیقی کانوں کا زنا ہے، فرمایا کہ جس طرح شرمگاہ زنا کرتی ہے، اسی طرح آنکھوں کا بھی زنا ہاتھوں کا بھی زنا ہونٹوں کا بھی زنا ہوتا ہے، صحابہ ﷺ نے پوچھا اے اللہ کے محبوب وہ کیسے؟ فرمایا آنکھ سے غیر محرم کو دیکھا تو آنکھ نے زنا کیا، اگر اپنے منہ سے غیر محرم کے ساتھ نرم گفتگو کی تو گویا اسکی زبان اور ہونٹوں نے زنا کیا، اگر کان سے اسکی باتیں سنیں، تو کانوں نے زنا کیا، موسیقی کی آواز سنی تو کانوں نے زنا کیا اگر ہاتھ کسی غیر محرم کو لگا تو ہاتھ نے زنا کیا، ایک حدیث پاک میں فرمایا کہ میرے ہاتھ کسی خنزیر کو لگ جائیں یہ بہتر ہے اس سے کہ کسی غیر محرم کو لگیں، پاؤں اگر کسی غیر محرم کی طرف چل کر گئے تو پاؤں نے زنا کیا اسلئے شریعت نے نظر کی حفاظت کی بہت اہمیت بیان کی ہے، کیوں کہ یہ پہلا قدم ہے زنا کی طرف، چنانچہ شریعت کا حکم ہے ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰی﴾ (پ ۱۵ بنی اسرائیل) ”تم زنا کے قریب ہی نہ جاؤ“، کیا خوبصورتی ہے اور کیا بلاغت ہے قرآن مجید کی یہ نہیں کہا کہ تم زنا کے مرتکب نہ ہوؤ، بلکہ کہا کہ تم زنا کے قریب ہی نہ جاؤ غیر محرم کی طرف دیکھنا، اس سے باتیں کرنا، اسکی طرف پیغام بھیجنا اس کی طرف تحفے تحائف بھیجنا، رقعے بھیجنا، یہ تمام چیزیں زنا کے قریب کرتی ہیں ان کو بھی حرام فرمادیا۔

”نظر“ دشمن کا تیر ہے

حدیث پاک میں آتا ہے کہ [اَلنَّظَرُ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ اِبْلِیْس] ”کہ نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے اور ایک جگہ فرمایا [اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّیَاطِیْن] ”عورتیں تو

شیاطین کی رسیاں ہیں" جیسے ایک انسان رسی (ڈوری) کے ذریعہ مچھلیاں پکڑتا ہے آپ یوں سمجھئے کہ شیطان عورتوں کے ذریعہ سے مردوں کا شکار کرتا ہے، ایک جگہ فرمایا کہ شیطان نے کہا کہ عورت میرا وہ تیر ہے جو کبھی خطا نہیں جاتا، اسلئے شریعت نے غیر محرم مرد اور عورت کو اکیلے بیٹھنے سے منع فرما دیا، حتی کہ اگر حسن بصری جیسے بزرگ پڑھانے والے ہوں، اور رابعہ بصری جیسی نیک بوڑھی عورت پڑھنے والی ہو، تو شریعت نے ان کو بھی قرآن پڑھنے پڑھانے سے منع کردیا تو پھر باقی باتوں کی گنجائش کہاں رہ گئی۔

بے پردہ عورت کی سزا

جب عورت بے پردہ باہر نکلتی ہے تو مردوں کی عجیب ہوس بھری نگاہیں اسکے اوپر پڑتی ہیں، آپ نے دیکھا ہوگا کہ چھوٹے بچوں کو نظر لگ جاتی ہے تو وہ بیمار ہو جاتے ہیں، اسی طرح جب بے پردہ عورت گھر سے نکلتی ہے تو مردوں کی ہوسناک نگاہوں کے پڑنے سے عورت روحانی طور پر بیمار ہو جاتی ہے، اسکی زندگی کا سکون لٹ جاتا ہے، وہ کسی نہ کسی طرح پریشان ہو جاتی ہے اور پھر روتی پھرتی ہے کہ پتہ نہیں میرے ہی اوپر سب پریشانیاں آرہی ہیں، اور وہ بھول جاتی ہے کہ میں نے تو شریعت کے حکم کو توڑا ہوا ہے، اسلئے بے پردہ عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو اللہ رب العزت کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ گھر واپس نہیں آجاتی، یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جو عورت دنیا میں باہر پھرے گی اسکی سزا اللہ نے یہ رکھی کہ قیامت کے دن سب انسانوں کے سامنے اسکو بے لباس کر کے پھر جہنم میں پھینکا جائے گا آپ سوچئے کہ عورتیں تو پھر بھی شرم و حیاء کی پتلیاں ہوتی ہیں لیکن اگر مرد کو بھی کہہ دیا جائے کہ تم کو بے لباس کریں گے، تو مرد بھی تڑپ اٹھتا ہے، تو عورت کو اگر مرد اور عورت کے سامنے رسوا کریں گے تو یہ کتنی بڑی سزا ہے اسلئے پردے کا جتنا خیال کریں اتنا کم ہے۔

حضرت مدنی اور انگریز

حضرت مدنیؒ ایک مرتبہ سفر کر رہے تھے ایک انگریز اپنی میم صاحبہ کو لیکر آیا اور سامنے بیٹھ گیا اب میم تو بے پردہ تھی جب اسکو پتہ چلا کہ یہ حضرت مدنی ہیں تو اس نے چھیڑ خانی شروع کر دی کہنے لگا کہ دیکھو اسلام اپنی عورتوں کو گھروں میں جیل کی طرح قید رکھتا ہے، ہم تو اپنی عورتوں کو آزادی دیتے ہیں، دیکھئے یہ میرے ساتھ گھوم پھر رہی ہے، زندگی کے عیش و آرام کے دن گزار رہی ہے، حضرت مدنیؒ پہلے تو سنتے رہے پھر آپ نے سوچا کہ یہ سیدھی طرح تو ماننے والا نہیں ٹیڑھی انگلی سے گھی نکالنی پڑے گی، چنانچہ گرمی کا موسم تھا آپ کا شاگرد بھی آپ کے ساتھ تھا اور قدرتاً آپ شکنجبین بنانے کے لئے کچھ لیموں وغیرہ اور چینی اپنے ساتھ رکھوائی تھی آپ نے اسے اشارہ کیا کہ ذرا شکنجبین کے ایک دو گلاس بناؤ، بہت گرمی ہے اسنے تھرمس سے ٹھنڈا پانی نکالا، چینی ملائی اور لیموں کاٹا اب جب انگریز کے سامنے لیمو کٹا تو اسکے منہ بھی پانی آگیا وہ بھی بڑی شوق کی نظروں سے شکنجبین کو دیکھ رہا ہے، اب اس سے حضرت مدنیؒ نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ آپ بڑی محبت بھری نظروں سے اس شکنجبین کو دیکھ رہے ہیں؟ اس نے کہا جی آپ کو پتہ ہے گرمی ہے پیاس ہے اور لیمو تو چیز ہی ایسی ہے کہ اسکو دیکھ کر منہ میں پانی آتا ہے اب حضرت نے اس پر چوٹ لگائی کہ جس طرح گرمی کے موسم میں پیاسا لیمو دیکھے اسکے منہ میں پانی آتا ہے تو یہ جو تمہاری میم صاحبہ بیٹھی ہیں اس کو دیکھ کر جتنے بھی ریل میں مرد ہیں سب کے منہ میں پانی آرہا ہے اب تو وہ ایسا شرمندہ ہوا کہ اسکی نظریں نیچی لگ گئیں، تو عورت یہ نہ سمجھے کہ میں بے پردہ باہر نکلوں گی تو کچھ نہیں ہوگا اس سے زندگی میں بے برکتی آئے گی، اور ہو سکتا ہے کہ کوئی بندہ اسکو دیکھے اور اسکے پیچھے چل پڑے تو یوں سمجھے کہ شیر اپنے شکار کی طرف چل پڑا، بلکہ عورت اگر اپنی طرف شیر کو آتا دیکھے تو اس سے اتنا ڈرنے کی ضرورت نہیں جتنا غیر محرم کو اپنی طرف آتا دیکھ کر

ڈرنے کی ضرورت ہے، شیر آ گیا تو جان چلی جائے گی لیکن غیر محرم اگر آ گیا تو کئی دفعہ ایمان ہی چلا جاتا ہے۔

موسیقی کانوں کا زنا

اسی طرح ایک حدیث پاک میں فرمایا کہ جس طرح بارش کے آنے سے زمین میں کھیتی اگتی ہے، اسی طرح موسیقی کے سننے سے دل میں زنا کی خواہش ابھرتی ہے، تو کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم تو فقط گانے سنتی ہیں، یاد رکھیے یہ گانے سننے والیاں اپنے دلوں کو محفوظ نہیں رکھ سکتیں انکے دلوں میں وہ حسرتیں اٹھتی ہیں کہ اگر پلیٹ میں رکھ کر انکے محرم مردوں کو دکھا دی جائیں، تو یہ شرم کے مارے مر جائیں اسلئے شریعت نے شرم و حیا کی تعلیم دی۔

دور صحابہ میں پرسکون معاشرہ

کتنا پرسکون معاشرہ بن جاتا ہے جب عورت مرد سے مأمون ہو جائے اور مرد عورت سے امن میں آ جائے، چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانہ کا واقعہ ہے ایک عورت یمن سے سے چلی ہزاروں میل کا سفر اور مدینہ طیبہ پہنچی اور اکیلی نے سفر کیا حضرت عمرؓ نے پوچھا اللہ کی بندی تو نے اکیلے سفر کیوں کیا؟ تو اس نے اپنا کوئی عذر پیش کیا، پھر حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ یمن سے مدینہ تک تمہیں شہروں سے بھی گذرنا پڑا، بستیوں سے بھی گزرنا پڑا، کہیں ویرانوں سے بھی گزری ہوں گی، غیر محرم مردوں سے بھی تمہارا آمنا سامنا ہوا ہوگا، تم جوان العمر ہو، مال و دولت تمہارے پاس ہے، زیورات سے لدی ہوئی ہو، تمہیں اپنی عزت و ناموس، جان مال کسی کا ڈر نہ رہا؟ تو یہ حالات اس عورت سے پوچھے اور واقعی عورت ان چیزوں کو بہت اچھی طرح محسوس کرتی ہے، کہ اسکی نظر کیا کہہ رہی ہے اسکے الفاظ کے بول میں کیا ارادے چھپے ہوئے ہیں، اسکا اٹھنے والا قدم کس نیت سے اٹھ رہا ہے، عورت کو سب

سے جلدی اسکی تجمیت ہو جاتی ہے،

تو اس عورت نے عرض کیا! امیر المؤمنین میں یمن سے چلی اور راستے میں مجھے ہر رات کہیں نہ کہیں ٹھہرنا پڑا، کہیں کسی کے گھر میں ٹھہری، کہیں ویرانے میں اکیلے ٹھہری، دن میں اور رات میں سفر کرتے کرتے یہاں تک پہنچی میں اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ "یمن سے لیکر مدینہ تک ایک ہی ماں باپ کی اولاد بستی ہے"۔

تو شریعت ایسا امن اور سکون کا معاشرہ چاہتی ہے کہ عورت کو اتنا امن نصیب ہو جائے گا کہ اگر بالفرض اس کو اکیلے بھی چلنا پڑے تو اسکی جان بھی محفوظ رہے، اس کا مال بھی محفوظ رہے، اور اسکی عزت بھی محفوظ رہے، تو یہ جو پردداری کا حکم دیا انمیں مردوں کا بھی فائدہ ہے، عورت کا اپنا فائدہ ہے، یاد رکھنا ہم فتنوں سے بچے رہیں گے، عزتیں بھی محفوظ رہیں گی، ایمان بھی محفوظ رہے گا، دنیا کی بھی ذلت سے بچیں گے، اور آخرت کی بھی رسوائی سے حفاظت ہوگی۔

پردہ کی اہمیت

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم ایک مرتبہ نبی علیہ السلام کے گھر تشریف لائے یہ آنکھوں سے نابینا تھے، آپ ﷺ نے اندر آنے کیلئے کہا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چھپنے کی بجائے کھڑی رہیں، تو نبی ﷺ نے انہیں فرمایا کہ تم پردہ کرلو انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی یہ تو نابینا ہیں، تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ نابینا ہیں تو تم تو نابینا نہیں ہو، آپ بتایئے کہ جب ام المؤمنین کو اللہ کے محبوب یہ فرماتے ہیں، تو پھر آج کی عورت کیا سوچ سکتی ہے، اسلئے مردوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ عورتوں سے پردے میں رہیں، اور عورتوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ مردوں سے پردے میں رہیں، یہ دونوں کی ذمہ داری ہے اور اسمیں دونوں کا فائدہ ہے۔

عورت کی ہر وقت یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ غیر محرم کی نگاہوں سے دور رہے بچی رہے اسکو غیر محرم کی نگاہیں نہ سمجھے بلکہ شیطان کی نگاہیں سمجھے، ممکن ہے یہ باتیں سنکر

مردوں کو غصہ آئے، مگر اللہ کرے کہ غصہ آجائے اور وہ غیر محرم پر اسکی ہوس کی نگاہیں چھوڑ دیں، اسلیئے کہ گزرنے والی کسی نہ کسی کی بیٹی ہوتی ہے، کسی کی بہن ہوتی ہے اور کسی کی ماں ہوتی ہے، اگر تم اس پر غلط نظریں ڈال رہے ہو، تو کل تمہاری عورتوں پر بھی کوئی ایسی ہی نظریں ڈالے گا، اسلیئے شریعت نے پہلے قدم کی اہمیت ہی بہت زیادہ بیان کی اور پردہ کا بہت زیادہ اہتمام کروایا۔

آنکھ کا کرشمہ

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرمایا کرتے تھے کہ آنکھ کے بعد دل کی حفاظت مشکل ہے اور دل کے بگڑنے کے بعد شرمگاہ کی حفاظت مشکل ہے، اور اگر آپ غور کریں تو پتہ چلے گا کہ آنکھ کے بگڑنے ہی سے بندے پر مصیبتیں آتی ہیں:

......☆ اگر حضرت آدم علیہ السلام شجر ممنوعہ کی طرف آنکھ سے نہ دیکھتے تو نہ اسکو کھاتے اور نہ جنت سے نکالے جاتے۔

......☆ اگر قابیل ہابیل کی بہن کی طرف نہ دیکھتا، تو نہ اس پر عاشق ہوتا اور نہ اپنے بھائی کو قتل کرنے کا مجرم بنتا۔

......☆ اگر زلیخا یوسف علیہ السلام کی طرف نہ دیکھتی تو اسے اتنی ذلت اور رسوائی برداشت نہ کرنی پڑتی، تو معلوم ہوا کہ آنکھ کے دیکھنے سے ہی بندے پر مصیبتیں آتی ہیں۔

ناجائز تعلقات رسوائی کا سامان

اور یہ بھی ذہن میں رکھیئے کہ شہوت وہ شیرینی ہے جو چکھنے والے کو ہلاک کر دیتی ہے، آدمی محسوس کر رہا ہوتا ہے کہ میں تفریح کر رہا ہوں، مگر حقیقت میں وہ اپنے آپ کو تباہ کر رہا ہوتا ہے، اور یہ اصول بھی ذہن میں رکھنا کہ محبت اور عداوت دو ایسی چیزیں ہیں، جو کبھی چھپی نہیں رہ سکتیں، تو اگر انسان یہ سمجھے کہ میرے فلاں سے تعلقات ہیں اور کسی کو پتہ نہیں، تو یہ سب سے بیوقوف انسان ہے، دو دن نہیں چار دن

نہیں آخر ایک دن پول کھلتا ہے، اور بالآخر شرمندگی اور رسوائی کے سوی کچھ نتیجہ نہیں نکلتا، اسلئے کوئی بچی ذہن میں یہ نہ رکھے کہ فلاں نے میرے ساتھ بات کی، پیغام بھیجا، اور میں نے اسکا جواب دیا یہ کسی کو پتہ نہیں، یہ محبت یا نفرت کا تعلق کبھی چھپا نہیں رہ سکتا، ہمیشہ ظاہر ہو جاتا ہے، اسلئے بچیاں کبھی بیوقوفی میں، نادانی میں، ایسا قدم اٹھا لیتی ہیں اور پھر اسکو چھپانے کے لئے جھوٹ بولتی پھرتی ہیں، ایسا گناہ کرنے کی کیوں بہادری دکھائی، کہ پھر بزدل بنکر اسکی حفاظت کے لئے جھوٹ بولنا پڑے۔

بے پردگی سبب تباہی

اور جو عورتیں اپنے حسن و جمال کی نمائش کرتی پھرتی ہیں وہ سمجھ لیں، کہ عورت کا حسن ہی اس کی تباہی کا ذریعہ بنتا ہے، جتنے گھر ٹوٹتے ہیں انمیں اکثر و بیشتر عورتوں سے ایسی اخلاقی غلطیاں ہوتی ہیں جنکی بنا پر بنتے بستے گھر تباہ ہو جاتے ہیں اسی لئے حضرتؒ..... فرمایا کرتے تھے کہ تم شریر عورتوں سے بے کنارہ ہو (دور رہو) اور بھلی مانس عورتوں سے بھی ہشیار رہو۔

حکمت کی باتیں

شہوت کی ابتداء ایک جراثیم کی مانند ہوتی ہے، لیکن اگر انسان اسکا عادی بن جائے تو پھر اسکا اختتام اژدہے کی مانند ہوتا ہے، یہ پوئزن کی طرح بن جاتا ہے اور انسان کو تباہ کر کے رکھ دیتا ہے۔

عجیب بات ہے کہ خوبصورت انسان جتنا دور سے خوبصورت لگتا ہے اتنا قریب سے نہیں ہوتا، آواز جتنی دور سے خوبصورت اور سریلی لگتی ہے قریب سے اتنی اچھی نہیں ہوتی، تو یوں لگتا ہے کہ شاید حسن جو ہے وہ دور سے ہی اچھا لگتا ہے اسلئے اس سے دور رہنا ہی بہتر ہے۔

کسی عارف نے کتنی اچھی بات کہی کہ انسان کو ہر جیت سے خوشی ہوتی ہے

لیکن جب کوئی اپنے آپ سے جیت جایا کرتا ہے تو اس خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوا کرتا جب نفس برائی کی طرف آمادہ کرے اور انسان اس وقت اپنے اوپر قابو رکھے اور برائی سے بچ جائے تو پھر اسکی خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہوتی۔

ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اتنی احتیاط کرنی چاہیئے کہ شادی شدہ عورت اپنے خاوند کی باتیں بھی دوسری لڑکی اور عورتوں کو نہ بتائے، بلکہ ایک حدیث پاک میں تو یہ فرمایا کہ جو شادی شدہ عورت دوسری لڑکی یا عورتوں کو اپنی تنہائی کی باتیں بتائے گی تو وہ عورت سورنی (مؤنث خنزیر) کی مانند ہے، اسی طرح جو مرد اپنی تنہائی کی بات کسی دوسرے مرد کو بتائے گا تو وہ سور (خنزیر) کی مانند ہے۔

دل قابو میں کرنے کا مجرب عمل

اور یہ ہمارے مشائخ نے یہ بھی بتا دیا کہ اگر کسی انسان کی کیفیت ایسی ہو کہ اسکے دل میں کسی کا خیال بار بار آئے، ہٹانے سے بھی نہ ہٹے، دل میں ایسا جم جائے کہ کسی اور چیز میں دل بھی نہ لگے اور انسان ڈرے کہ میں تو گناہ کا مرتکب ہوں گا، تو اسکو ایک عمل کرنے کی اجازت دی گئی، جسکی اجازت اس وقت یہ عاجز سب مردوں اور عورتوں کو دے رہا ہے اور وہ عمل بہت آسان ہے کہ ہر دن میں ایک سو مرتبہ یہ پڑھے [لَا مَرْغُوْبِیْ اِلَّا اللّٰه، لَا مَطْلُوْبِیْ اِلَّا اللّٰه، لَا مَحْبُوْبِیْ اِلَّا اللّٰه لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه] اگر سو مرتبہ روزانہ اسکی تسبیح پڑھ لی جائے تو ہم نے سینکڑوں نہیں ہزاروں بچے اور بچیوں کو اس عمل کے صدقے گناہِ کبیرہ سے بچ کر زندگی گزارتے دیکھا ہے یہ بہت مجرب عمل ہے، وہ بچیاں جو کہتی تھیں کہ ہم مر جائیں گی، فلاں کے بغیر اور جو مرد کہتے تھے کہ فلاں کے بغیر ہم مر جائیں گے، چند دن انہوں نے یہ عمل کیا کوئی بھی نہ مرا، اور اللہ نے ایمان اور اعمال کی حفاظت بھی فرمالی تو اس عمل کی بھی سب کو اجازت ہے کہ اگر خدانخواستہ دل میں کوئی ایسی کیفیت آجائے تو دل کو صاف کرنے کے لئے یہ ہارٹ کلینز کی مانند ہے امریکہ کی ایک یونیورسٹی کے بچے اور بچیوں نے

اس عمل کا نام ہارٹ کلینر (HARTCLEANER) ’’دل صاف کرنے والا‘‘ رکھا ہوا ہے اسلئے جو انسان بدکاری سے بچے وہ اللہ رب العزت کے نزدیک بہت اچھا انسان ہے۔

پاکباز کیلئے عرش کا سایہ

حدیث پاک میں آتا ہے کہ اگر کوئی مرد کسی عورت کو برائی کی دعوت دے، یا کسی مرد کو کوئی عورت برائی کی طرف بلائے، اور وہ آگے سے جواب دے اِنِّی اَخَافُ اللّٰہَ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں، یا اللہ سے ڈرتی ہوں، اس عمل کے صدقے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو عرش کا سایہ عطا فرمائیں گے، تو پاکباز مرد اور عورتوں کے لئے دنیا میں اللہ کی رحمت کا سایہ ہے، اور قیامت کے دن اللہ کے عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔

نکاح میں جلدی کا حکم

تو ایک طرف تو شریعت نے ایسے مواقع سے بچنے کی تلقین کی کہ جہاں سے گناہ کا امکان تھا، اور دوسری طرف جیسے شادی کی عمر آئے ویسے ہی جلدی نکاح کی ترغیب دی، چنانچہ فرمایا [اَلنِّکَاحُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ] ’’نکاح تو آدھا ایمان ہے‘‘ گویا نکاح سے پہلے مرد جتنا نیک بنتا پھرے اسکے ایمان کا معیار آدھا، اور مکمل ایمان تب ہوگا جب نکاح کرلے گا، اور یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ تالے تو شریفوں کے لئے ہوتے ہیں، چوروں اور ڈاکوؤں کے سامنے تالوں کی کیا اہمیت ہوتی ہے؟ لہٰذا جس کا دل ہی مریض ہو اور بدمعاشیوں سے بھرا پڑا ہو اسکے لئے شادی کیا اہمیت رکھتی ہے، تاہم شریعت نے حکم دیا کہ جب بھی بچی کے جوڑ کا خاوند مل جائے اس بچی کا نکاح کرنے میں دیر نہیں کرنی چاہیئے، بچی کئی مرتبہ سولہ سال یا اس سے بھی زیادہ عمر کی ہو جاتی ہے اور ماں باپ سمجھتے ہیں ابھی تو بے بی (چھوٹی بچی) ہے، ایک صاحب کو شاہ عطاء اللہ صاحب بخاریؒ نے فرمایا تمہاری بچی جوان ہوگئی شادی کردو، کہنے لگا

کہ جی ابھی تو اس کے منہ سے دودھ کی مہک آتی ہے، انہوں نے کہا کہ تمہیں پتہ جب چلے گا جب دودھ خراب ہو جائے گا۔

تو ایک طرف تو شریعت نے غیر محرم مرد اور عورت کے اختلاط سے بچنے کا حکم دیا اور دوسری طرف جائز ضرورت کو پورا کرنے کے۔ یے نکاح کی ترغیب دی، یہاں تک فرمایا کہ نکاح سے پہلے اگر ایک نماز پر ایک نماز کا ثواب ملتا ہے، تو نکاح کے بعد ایک نماز پڑھنے پر بیالیس نمازوں کا ثواب ملتا ہے، جس طرح غیر محرم مرد اور عورتوں کو ایک دوسرے سے کٹنے کا حکم دیا، اسی طرح نکاح کے بعد میاں اور بیوی کو جڑنے کا حکم دیا، محبت اور پیار کے ساتھ رہنے کا حکم دیا، یہاں تک فرمایا کہ خاوند اپنی عورت کو دیکھ کر مسکرائے، عورت اپنے خاوند کو دیکھ کر مسکرائے، اللہ تعالی ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتا ہے، تو اس شریعت کا کیا حسن اور جمال ہے، کہ حرام سے ہمیں بچا کر حلال کی طرف متوجہ کیا، زندگی بھی آرام اور سکون سے گذارو اور قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے عزتوں کے تاج بھی پہنتے چلے جاؤ۔

جوانی کی توبہ

در جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبریست

وقت پیری گرگ ظالم میشود پرہزگار

جوانی میں توبہ کرنا یہ پیغمبروں کا شیوہ ہے اور بڑھاپے میں تو پھر بھیڑیا بھی بڑا پرہیز گار بنجاتا ہے، اسلئے کہ اب بکری ہاتھ جو نہیں آتی، تو بڑھاپے میں جا کر کوئی توبہ کرے، اسکی توبہ وہ وقعت نہیں رکھتی، جو ایک جوان کی توبہ اللہ رب العزت کے یہاں درجہ رکھتی ہے، اسلئے ایک بزرگ تھے ان کو جب کوئی مہم پیش آتی، تو وہ نیک نوجوانوں سے دعاء کرواتے (شَابٌ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰه) ایسا نوجوان جو اللہ رب العزت کی عبادت میں سرشار ہو، کسی نے پوچھا کہ بڑے بڑے مشائخ موجود انکی بجائے آپ نوجوانوں سے دعائیں کرواتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ جو نیک

نوجوان ہوتا ہے جب وہ اللہ کے سامنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اسکے ہاتھ کو خالی لوٹاتے ہوئے اللہ کو حیا آتی ہے، تو ایسے نوجوان بچے اور بچی کی دعاء اللہ کے یہاں مقبول ہوتی ہے، جو گناہوں سے بچ کر نیکی پرہیزگاری کی زندگی گذارتے ہیں۔

ایک نکتہ

شریعت نے جب قرآن پاک میں کہا ﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي﴾ "زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد" اور جب چوری کا تذکرہ فرمایا تو وہاں فرمایا ﴿السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾ (پ۶ مائدہ) "چور مرد اور چور عورت ان کے ہاتھ کاٹو" تو چوری کا معاملہ تھا تو مرد کا تذکرہ پہلے کیا، اسلئے کہ مردانگی سے یہ بعید ہے کہ انسان دوسرے کے مال پر ہاتھ ڈالے چوری کرے اور جہاں زنا کا تذکرہ کیا وہاں فرمایا کہ زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد، عورت کا تذکرہ پہلے کیا اسلئے کہ شرم وحیا کی وجہ سے عورت سے یہ بات بعید ہے کہ وہ اس قبیح گناہ کا ارتکاب کرے، اور یہاں سے مفسرین نے ایک نکتہ نکالا، کہ جب تک عورت خود ڈھیلی نہ بنے غیر مرد اس پر قابو پا ہی نہیں سکتا، لہذا یہ زنا کا گناہ پہلے عورت کی طرف سے شروع ہوتا ہے تب مرد اس پر قابو ہو پاتا ہے، اسلئے شروع ہی سے بچیئے اور شروع ہی سے برائی کو ختم کردیجئے، تا کہ کسی کو غلط سوچنے کا موقع ہی نہ مل سکے اور جو لوگ پاکدامن اور پاکباز زندگیاں گذراتے ہیں، اللہ رب العزت ان لوگوں کو اس دنیا میں بھی عزتیں دیتے ہیں اور آخرت میں بھی عزتیں دیتے ہیں، "یاد رکھنا لوگ تلوار کا مقابلہ تو کرسکتے ہیں، لیکن کردار کا مقابلہ نہیں کرسکتے" لہذا کردار انسان کا اصلی سرمایہ ہوتا ہے، جس کا کردار ہی بگڑ گیا اس کے پلے کیا رہا، تو دین اسلام نے پاکدامنی کی زندگی گزارنے والوں کو اللہ تعالی کے عرش کے سایہ میں رہنے والا بتلایا ہے۔

پاکدامن لوگوں کی دعائیں

ایسے کتنے واقعات ہیں جن میں پاکدامن لوگوں نے اللہ سے دعاء مانگی

پروردگار نے فوراً قبول فرمالی چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ دہلی شہر میں بارش نہیں ہوئی قحط پڑ گیا، علماء نے کہا کہ بارش نہیں ہو رہی ہے لہذا سب شہر کے مرد عورتیں آئیں اور میدان میں آکر نماز پڑھیں، چنانچہ بچے بھی عورتوں کے ساتھ تھے، سخت گرمی تھی اوپر سے دھوپ، اور بچے پیاس اور بھوک کی شدت سے بلک بلک کر رو رہے تھے، مردوں نے بھی رو رو کر دعائیں مانگی، عورتوں نے بھی سسکیوں سے دعائیں مانگی، مگر کوئی بارش برسنے کے آثار نہیں تھے، صبح سے لیکر عصر کا وقت ہو گیا ایک نوجوان اونٹ کی نکیل پکڑ کر قریب سے گذرا، اونٹ کے اوپر کوئی پردے میں سوار تھا، اس نے اونٹ کو روکا اور لوگوں سے پوچھا کہ کیوں جمع ہو؟ بتایا گیا کہ صبح سے لیکر اب تک بارش کیلئے فریادیں کر رہے ہیں، مگر کوئی صورت نظر نہیں آ رہی نوجوان نے کہا کہ اچھا میں دعاء کرتا ہوں، چنانچہ وہ اپنی سواری کے قریب گیا اور دعاء کی اسی وقت آسمان پر بادل آئے اور بارش ہونی شروع ہو گئی، شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ علماء اس نوجوان کی طرف بھاگے اور پوچھا کہ تو نے کیسی دعاء مانگی، کہ ہزاروں انسانوں کی دعاء پر اللہ نے تیری دعاء کو ترجیح دیدی، اس نے کہا کہ اس اونٹ کے اوپر میری والدہ سوار ہیں، جنہوں نے پاکدامنی اور پاکبازی کی زندگی گزاری ہے، میں سواری کے قریب آیا اور میں نے اپنی والدہ کے دوپٹے کا کنارہ پکڑ کر دعاء مانگی اے اللہ! میں ایک پاکدامن ماں کا بیٹا ہوں، میں اپنی والدہ کی پاکدامنی کا واسطہ دیتا ہوں، اپنی رحمت کی بارش برسا دے، اللہ تعالی نے رحمت کی بارش برسادی، تو اللہ رب العزت پاکدامنی کی زندگی کو اتنا پسند فرماتے ہیں۔

عبد اللہ ابن مبارکؒ کی توبہ

چنانچہ عبد اللہ بن مبارکؒ جوانی میں کسی عورت کے ساتھ تعلقات بنا بیٹھے حتی کہ اسکو کہا کہ ملنے کے لئے کوئی وقت نکالو، اس نے کوئی رات کا وقت دیا یہ ساری رات انتظار میں رہے، مگر ملاقات نہ ہو سکی، اسی حالت میں صبح کی اذان ہو گئی، جب اذان ہوئی تو دل پر چوٹ لگی کہ میں ایک عورت کی وجہ سے ساری رات جاگتا رہا مجھے

اس عورت کا بھی ملاپ نصیب نہ ہوا کاش میں اللہ رب العزت کی محبت میں ساری رات جاگتا، تو مجھے اللہ اپنی ولایت نصیب فرما دیتے، یہ سوچ کر دل میں پکی توبہ کر لی اور علم حاصل کرنے کے لئے علماء کی ایک بستی کی طرف چل پڑے چنانچہ جب شہر سے باہر نکلے، ایک اور بزرگ بھی اس بستی کے قریب جا رہے تھے، سخت گرمی کے عالم میں یہ بادل کے سایہ میں چلتے رہے، یہ سمجھتے رہے کہ شیخ کی برکت ہے کہ بادل کا سایہ ہے اور شیخ بھی یہی سمجھتے رہے کہ مجھ پر اللہ کی رحمت ہوئی کہ بادل کا سایہ ہے لیکن جب اپنی اپنی منزل کی طرف جاتے ہوئے دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوئے تو اس شیخ کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ بادل کا سایہ تو عبداللہ بن مبارک کے سر پر تھا، وہ واپس لوٹے اور عبداللہ ابن مبارک کو پکڑ کر کہا کہ مجھے اللہ کے لئے بتاؤ کہ تم نے کونسا عمل کیا کہ اللہ نے گرمی کی شدت سے حفاظت کے لئے تیرے سر پر بادل کا سایہ کر دیا، انکی آنکھوں میں آنسو آ گئے، کہا کہ میں نے ایک گناہ سے سچی توبہ کی، اور میں نیک بننے کیلئے علماء کی بستی کی طرف چل پڑا، میرا پروردگار کتنا قدردان ہے کہ اس نے دنیا کی دھوپ میں بچنے کا انتظام کر دیا، میں امید کرتا ہوں کہ وہ جہنم کی آگ سے بھی محفوظ فرما دے گا، تو جو پروردگار اتنا قدردان ہو کہ آدمی اگر گناہوں سے سچی توبہ کر لے تو پروردگار دنیا کی تپش سے بچا دیتا ہے، تو پھر جہنم کی آگ سے انہیں کیوں نہیں محفوظ فرمائے گا۔

پاکدامنی کا ایک عجیب واقعہ

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا ایک شاگرد تھا وہ خوبصورت نوجوان تھا، وہ جس راستے سے گذرتا تھا تو ایک عورت اسے دیکھتی تھی، اسکے دل میں گناہ کا ارادہ پیدا ہوا ایک دن اس نے اپنی نوکرانی کے ذریعہ اسکو ہمراز بنا کر، اس نوجوان کو کہلا بھیجا کہ اندر کوئی مریض ہے، آپ اگر اسکو کچھ پڑھ کر دم کر دیں تو صحت یاب ہو جائے گا، آپ کو اس کا اجر ملے گا، وہ نوجوان اپنے بھولے پن کی وجہ سے معاملہ کی نزاکت کو نہ سمجھ سکا، اعتماد کر بیٹھا، جب گھر کے اندر داخل ہوا تو دروازے بند ہو گئے، پھر وہ

عورت سامنے آئی، بغیر حجاب کے اور اس نے آکر کہا کہ میں تو تمہیں مدتوں سے دیکھ رہی تھی، آج وقت ملا ایک دوسرے سے ملاپ کا، تو نوجوان سمجھ گیا کہ میں تو اس وقت مصیبت میں گرفتار ہو گیا، لہذا اس نے سوچا کہ کوئی حیلہ ہو اور جان بچے، اس نے کہا کہ مجھے قضاء حاجت کی ضرورت ہے، اس نے بیت الخلاء بتادیا کہ وہاں پر ہے، یہ نوجوان بیت الخلاء میں گیا اور بیت الخلاء میں جو پاخانہ پڑا ہوا تھا وہ اس نے اپنے ہاتھوں اور جسم پر لگالیا، جب بیت الخلاء سے باہر نکلا، تو اسکے جسم سے بدبو پھیل رہی تھی، اس عورت نے جب دیکھا تو کہا کہ اے گندے انسان چلے جاؤ گھر سے میں تمہیں دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی، چنانچہ دروازہ کھلا یہ نوجوان اپنے ایمان کو بچا کر سلامت نکل آیا، لیکن پریشان دو وجہ سے تھا ایک تو یہ کہ بدبو لوگوں کو آئے گی تو وہ پوچھیں گے کیا بنا اور دوسرے سبق میں دیر ہو گئی ہے، میں کبھی لیٹ نہیں پہنچا، استاد بھی ڈانٹ پلائیں گے، چنانچہ یہ مدرسہ میں آیا اور آکر اس نے غسلخانہ میں جا کر غسل کیا، اور کپڑے دھوئے اور اسی طرح گیلے کپڑے پہن کر کیوں کہ نجاست انمیں بھی لگی تھی درس میں پیچھے جا کر بیٹھ گیا، تھوڑی دیر کے بعد حضرت شاہ عبد العزیزؒ نے فرمایا ارے تم میں سے آج کون خوشبو لگا کر آیا ہے، کہ پورا کمرہ معطر ہے، طلبا خاموش رہے، کچھ دیر کے بعد پھر فرمایا کہ بھئی اتنی زیادہ خوشبو کون لگا کر آیا ہے؟ طلبا پھر خاموش رہے، ایک طالب علم نے ادھر ادھر دیکھا اور دیکھ کر کہا کہ حضرت فلاں بچے سے خوشبو آرہی ہے شاہ عبد العزیزؒ نے جب اس بچے سے پوچھا تو نوجوان کی آنکھوں سے آنسو آگئے اس نے کہا کہ حضرت میں نے اپنی عزت کی حفاظت کر کے گناہوں سے بچنے کی خاطر اپنے بدن سے نجاست کو لگالیا تھا، میرا مالک کتنا قدردان ہے میرے جسم کے جس جس حصے پر نجاست لگی تھی اب وہیں سے خوشبو آرہی ہے، چنانچہ یہ نوجوان جب تک زندہ رہا اس کے بدن سے خوشبو آتی رہی، اللہ رب العزت اتنے قدردان ہیں کہ جو انسان شرم و حیا کی اور پاکدامنی کی زندگی گذارتا ہے، پروردگار اسکے ساتھ اپنی مدد یوں شامل حال فرماتے ہیں۔

چنانچہ انسانی تاریخ میں کئی پکدامن عورتوں پر اور پاکباز عورتوں پر تہمتیں لگائی گئیں اللہ رب العزت نے انکی پاکبازی پر گواہی کے لئے اپنے ضابطے بدل ڈالے، سوچنے کی بات ہے دودھ پیتا بچہ بول تو نہیں سکتا؟ لیکن جب حضرت یوسف علیہ السلام پر تہمت لگتی ہے تو پروردگار کی رحمت جوش میں آجاتی ہے چھوٹا معصوم بچہ بھی بول کر گواہی دیتا ہے کہ یوسف علیہ السلام تو پاکباز ہیں یہ گناہ کا معاملہ تو عورت کی طرف سے تھا، تو اللہ رب العزت نے پاکباز بندوں کی گواہی کے لئے ضابطے بدل ڈالے اس سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگائیے۔

حضرت مریم علیہا السلام قرآن کے آئینہ میں

چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ بی بی مریم پر ایک مرتبہ اسی طرح معاملہ پیش آیا ذرا قرآن کی آیتیں سن لیجئے قرآن عظیم الشان میں ہے۔ جس کی آیتیں پڑھ کر دل میں ٹھنڈک ہوتی ہے، توجہ سے سنئے گا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ﴾ "کہ مریم کا کتاب میں تذکرہ کیجئے" آئیے! بی بی مریم کا کردار قرآن کے آئینہ میں دیکھئے! اللہ پاک نے فرمایا ﴿اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا﴾ "اپنے مکان کی سمت مشرق کی طرف کو گئیں تھیں، غسل کرنا چاہتی تھیں اس خلوت کے عالم میں حضرت جبرئیلؑ ایک بھرپور مرد کی شکل میں سامنے آئے ﴿فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا﴾ اب بی بی مریم آج کے دور کی کوئی بگڑی ہوئی عورت نہیں تھی کہ تنہائی میں غیر محرم مرد کو دیکھ کر مسکراہٹوں سے استقبال کرتیں، وہ تو شرم وحیا کی دیوی تھیں، چنانچہ جب انہوں نے غیر محرم کو دیکھا تو تڑپ اٹھیں، فرمانے لگیں ﴿اِنِّي اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا﴾ "میں تو اللہ کی پناہ مانگتی ہوں تجھ سے، اگر تیرے دل میں ذرا بھی خوف خدا ہے" جبرئیل سمجھ گئے کہ بی بی مریم تو ڈر گئیں، لہذا انہوں نے آنے کا مقصد بیان کیا فرمانے لگے ﴿اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ﴾ "میں تو آپ کے رب کا بھیجا ہوا نمائندہ ہوں" ﴿لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا﴾ "تاکہ آپ کو ستھرا نیک بیٹا دیا جائے" بی بی مریم علیہا السلام کی پریشانی بڑھ گئی، یہ بات تو پہلے سے بھی زیادہ اور

مصیبت والی تھی، کہ میں کنواری ہوں میرے بیٹا کیسے ہوگا؟ چنانچہ بی بی مریم نے آگے سے جواب دیا ﴿اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلَامٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِیًّا﴾ ''میرے بیٹا کیسے ہوسکتا ہے؟ نہ تو میں نے نکاح کیا، اور نہ میں بدکار ہوں'' بی بی مریم جانتی تھیں کہ بیٹا ہونے کے اسباب ہوتے ہیں، یا تو بیٹا نکاح کے ذریعہ ہوتا ہے یا گناہ کے ذریعہ ہوتا ہے، تو بی بی مریم نے کہا کہ نہ تو میں نے نکاح کیا اور نہ میں نے کوئی گناہ کیا، جب انکی اس بات کو فرشتے نے سنا تو کہا ﴿قَالَ كَذٰلِكِ﴾ ''اللہ کا فرشتہ بھی کذالك کی مہر لگاتا ہے بی بی مریم تم اتنی پاک دامن ہو، تم جو بھی دعوی کر رہی ہو تم، اپنے دعوے میں سوفی صد سچی ہو، مریم کے کردار پر یہ قرآنی مہر قیامت تک سلامت رہے گی، اللہ ہمیں بھی ایسی بیٹیاں عطا فرمائیں، جو اتنی باحیا زندگی گزارنے والی ہوں کہ فرشتے بھی انکی پاک دامنی کی گواہیاں دیتے پھریں، سبحان اللہ بی بی مریم نے جب یہ جواب دیا تو فرشتے نے کہا ﴿قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ﴾ ''اے بی بی مریم آپ کے پروردگار نے بیٹا دینا ہے (کسی زلفوں والی سرکار نے بیٹا نہیں دینا کہ آپ کو نذرو نیاز کی ضرورت پڑے، آپ کو تو پروردگار نے بیٹا دینا ہے) لہذا بی بی مریم کو آثار حمل محسوس ہونا شروع ہو گئے، وہ بڑی پریشان ہوئیں بڑی مغموم ہوئیں، دل اداس ہے، میں کنواری ہوں، لوگوں میں میری عبادت کے چرچے ہیں، میں نے اپنی زندگی مسجد میں اپنے آپ کو وقف کر کے عبادت میں گزاری ہے، اعتکاف میں اپنی جوانی گزاری، اب جب لوگوں کو پتہ چلے گا کہ کنواری حالت میں میرے یہاں بیٹا ہوا تو پھر میری عزت کا کیا بنے گا، بی بی مریم کو ساری عمر کی کمائی ختم ہوتی نظر آئی، چنانچہ اس پریشانی میں بی بی مریم گھر سے نکلیں اور گھر کے قریب تنہائی میں آکر وہ ایک درخت کے نیچے اس طرح بیٹھ گئیں جس طرح کوئی ہارا ہوا جرنیل بیٹھتا ہے ﴿فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا﴾ چنانچہ اسوقت بہت غمزدہ تھیں دل دل میں دعائیں کر رہی تھیں کہنے لگیں ﴿يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا﴾ ''اے کاش! میں اس سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور میں کوئی

بھولی بسری چیز ہوتی" پروردگار نے تسلی دی ﴿فَنَادٰیهَا مِنْ تَحْتِهَا اَنْ لَا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا﴾ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انکے نیچے ایک پانی کا چشمہ جاری کر دیا اور فرمایا! بی بی مریم غمزدہ نہ ہو، جب تجھے وضع حمل کی تکلیف محسوس ہو اس کھجور کو ہلا دینا، اس سے تازہ کھجوریں گریں گی ﴿فَكُلِیْ وَاشْرَبِیْ﴾ "یہ کھجوریں کھا لینا اور پانی پی لینا اور اگر بیٹے کی ولادت ہو تو ﴿وَقَرِّیْ عَیْنًا﴾ "اپنے بیٹے کو دیکھ کر اپنے لخت جگر کی جبین پر جمال نبوت کی کرنیں پھوٹتی دیکھ کر، اسکو بوسے دینا تمہیں تسلی مل جائے گی" اور اگر تم واپس قوم کی طرف جاؤ اور لوگ تم سے یہ پوچھیں کہ یہ کیا معاملہ بنا، تو جواب دینا ﴿اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا﴾ "میں نے تو رحمٰن کے لئے روزہ رکھا ہوا ہے" (اسوقت کے روزے میں بولنے کی بھی ممانعت ہوتی تھی) چنانچہ انکی ماں نے بھی یہی دعاء مانگی تھی ﴿اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ﴾ تو ماں نے اپنے وقت میں اللہ کی نذر مانی تھی آج بیٹی نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ کہہ رہی ہے، معلوم ہوا جیسی مائیں ہوا کرتی ہیں ایسی ہی بیٹی ہوا کرتی ہیں، جب نیک مائیں ہوں تو اللہ رب العزت بیٹیوں کو بھی پاکدامن زندگی عطا کرتے ہیں، ﴿فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا﴾ تو بی بی مریم اپنے بیٹے کو لیکر جب قوم کی طرف آئیں، قوم نے طعنوں کے نشتر لگانے شروع کر دیئے اور کہنے لگی ﴿قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْئًا فَرِیًّا﴾ "اے مریم! تو یہ کیا عجیب چیز لیکر آ گئی ﴿یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ﴾ اے ہارون کی بہن ﴿مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا﴾ نہ تیرے ابا برے تھے اور نہ تمہاری ماں بدکردار تھی۔

تو قرآن مجید کی اس آیت سے پتہ چلا کہ جب کسی عورت سے کوئی اخلاقی غلطی ہوتی ہے تو بھائی پر بھی الزام آتا ہے، ماں اور باپ کی بھی بدنامی ہوتی ہے، جوان بچی ہرگز ہرگز یہ نہ سمجھے کہ یہ میری ذات کا عمل ہے، وہ سمجھ لے کہ میرے ساتھ کچھ اور بھی لوگ ہیں جنکی زندگی کی عزتیں خاک میں مل جائیں گی، چنانچہ قرآن سے گواہی مل رہی ہے، جب قوم نے کہا ﴿یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ﴾ "اے ہارون کی بہن" وہ مریم کا نام بھی لے سکتے تھے مگر نہیں انکو نشتر لگا رہے ہیں کہ سوچ تو بہن کس کی؟ بیٹی کس ماں

کی؟ اور کس باپ کی لختِ جگر ہے؟ چنانچہ جب بی بی مریم نے الزام تراشی کے یہ طعنے سنے، تو دل تو پہلے سے ہی دکھی تھا انکو کہنے لگی ﴿فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ﴾ ''ہاتھ کا اشارہ بچے کی طرف کر دیا'' گویا کہنا چاہتی ہیں کہ تم میرا سر مت کھاؤ، اسی بچے سے پوچھو کہ یہ کیسے ہوا وہ کہنے لگے ﴿کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا﴾ ''جو چھوٹا بچہ گود میں ہو وہ کیسے ہم کلامی کر سکتا ہے،'' اسوقت پروردگار نے ضابطے کو بدل دیا، کہ میرے بندے عیسیٰ...... ! بچے گود میں بولا نہیں کرتے مگر تیری پاکدامن ماں پر الزام لگ رہا ہے، میں (پروردگار) ضابطے بدل رہا ہوں، آپ کو بولنا ہوگا، اور اسی بچپن میں اپنی نبوت کا اعلان کرنا ہوگا، چنانچہ بچہ وکیلِ صفائی بنتا ہے اور کہتا ہے ﴿اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ☆ وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا﴾ (پ ۱۶ مریم) ''میں اللہ کا خاص بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب (یعنی انجیل) دی اور اس نے مجھکو نبی بنایا، اور مجھ کو برکت والا بنایا، میں جہاں کہیں بھی ہوں، اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیا، جب تک میں دنیا میں زندہ رہوں گا، اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گزار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش، بدبخت نہیں بنایا'' سبحان اللہ اللہ کی شان دیکھئے کہ جب پاک لوگوں پر الزام لگتے ہیں تو پروردگار انکی طرف سے گواہیاں دلوانے کے لئے ضابطوں کو بدل کر رکھ دیتے ہیں، اللہ رب العزت کو ایسی زندگی کتنی پسندیدہ ہے، آیئے آخری بات سنکر آج کی بات کو کسی نتیجے تک پہنچائیں۔

قرآنی گواہی

نبی ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ ام المؤمنین عفیفہ، کائنات حبیبہ حبیب خدا مخدومۃ المسلمین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی زندگی کا عجیب واقعہ ہے حدیث پاک میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کی زوجہ اول ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبری

رضی اللہ تعالی عنہا نے پینسٹھ سال کی عمر میں ہجرت سے تین سال پہلے وفات پائی انکے بعد محبوب مغموم رہتے تھے چنانچہ مدینہ تشریف لائے نبی علیہ السلام کو جبرئیل علیہ السلام نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تصویر دکھائی کہ اب اللہ نے آپ کے لئے اسکو بیوی ہونے کے لئے پسند فرمایا چنانچہ پوچھا کہ ایسی لڑکی کون ہے پتہ چلا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ ہیں ان سے نکاح ہوگیا ﷺ کو انسے بہت زیادہ پیار تھا چنانچہ آپ نے انکی کنیت ام عبداللہ رکھی جب وہ عبداللہ ابن زبیر اپنے بھانجے کو لیکر آپ کی خدمت تشریف لائیں اور پیار سے انکو حمیرہ کے نام سے پکارتے تھے چنانچہ مشہور تابعی عطا ابن ابی رباحؒ فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضیاللہ عنھا اپنے علم میں اور حسن میں تمام ازواج پر سبقت رکھتی تھیں، بلکہ امام زہریؒ نے فرمایا کہساری ازواج مطہرات کے علم کو جمع کیا جائے تو سیدہ عائشہ صدیقہ کا علم اس سے بھی زیادہ بڑھ جائے چنانچہ اس امت میں سب سے پہلی قرآن پاک کی حافظہ ہونے کا اعزاز سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پایا، اور اس امت میں سب سے زیادہ احادیث کی روایت کرنے کا اعزاز یہ بھی صدیقہ کائنات کو ملا، وہ ہزار دو سو دس حدیثیں روایت کی ہیں، چنانچہ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں کہا اے اللہ کے نبی! اللہ نے عائشہ صدیقہ کی طرف سلام بھیجے ہیں سبحان اللہ، انکو اللہ رب العزت کے ساتھ اتنی محبت تھی کہ ایک مرتبہ یہ اپنے درہم و دینار کو بیٹھی دھو رہی تھیں نبی ﷺ نے پوچھا کہ کیا کر رہی ہو تو جواب دیا کہ اے اللہ کے نبی! درہم و دینار کو دھو رہی ہوں، پوچھا کس لئے؟ فرمایا اے آقا آپ کی زبان فیض ترجمان سے یہ سنا کہ جب کوئی آدمی اپنا مال اللہ کے راستے میں کسی فقیر کو دیتا ہے تو وہ فقیر کے ہاتھوں میں پہنچنے سے پہلے اللہ رب العزت کے ہاتھوں میں پہنچ جاتا ہے، میں نے جب سے یہ سنا اپنے درہم دھو کر دیتی ہوں، تا کہ میرے مالک کے ہاتھوں میں پاک اور صاف مال پہنچے، انکو اللہ رب العزت سے اتنی محبت تھی، اور پروردگار کو بھی اتنی محبت کہ دنیا میں سلام بھیجتے تھے، چنانچہ نبی ﷺ جب انکو دیکھتے تو

انکو دعائیں دیا کرتے تھے، ایک بار دعاء دی عائشہ اللہ تعالیٰ تیرے چہرے کو ہمیشہ تر و تازہ رکھے سبحان اللہ ایسی دعاء اللہ کے محبوب نے اپنی بیوی کو عطا کی

سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی زندگی میں بھی ایک عجیب واقعہ پیش آیا، اللہ رب العزت کی بھی عجیب مشیت ہوتی ہے، نبی اکرم ﷺ غزوۂ بنی المصطلق میں تشریف لے گئے، جب آپ ﷺ وہاں سے واپس آنے لگے، تو قافلے نے چلنا تھا، قافلے کے لوگ جیسے جیسے تیار ہوتے رہتے چلتے رہتے تھے، سینکڑوں بلکہ ہزاروں اونٹ ہوتے تھے، چلتے ہوئے بھی گھنٹوں لگا کرتے تھے، سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے سوچا کہ قافلے میں جانا ہے، پتہ نہیں سفر میں کتنا وقت لگ جائے، کیوں نہ میں قضائے حاجت سے فارغ ہو جاؤں، قضائے حاجت کے لئے کھیتوں میں جایا کرتے تھے، چنانچہ آپ ذرا دور چلی گئیں، تاکہ فراغت حاصل کر سکیں، جب فراغت حاصل کر کے واپس آئیں تو آپ نے ہودج میں بیٹھنا تھا، جس کو سواری کے اوپر رکھا جاتا تھا۔

اتنے میں آپ نے محسوس کیا کہ میرے گلے میں ایک ہار پہنا ہوا تھا وہ کہیں ٹوٹ کر گر گیا ہے، سوچا کہ ابھی تو روانہ ہونے میں وقت ہوگا، میں جا کر ہار دیکھ لیتی ہوں، آپ ہار ڈھونڈنے کے لئے واپس تشریف لے گئیں، پیچھے صحابہ کرامؓ نے سوچا کہ آپ تشریف تو لے آئی تھیں، لہٰذا ہودج میں بیٹھ گئی ہوں گی، چنانچہ چار پانچ آدمیوں نے مل کر ہودج کو اٹھا کر سواری کے اوپر رکھ دیا، آپ کی عمر بھی کم تھی، اور وزن بھی کم تھا، چار پانچ آدمی اٹھانے والے تھے، تو ان کو پتہ بھی نہ چلا، کہ آپ اندر بیٹھی ہوئی ہیں یا کہ نہیں۔

اب قافلے کے لوگ تو وہاں سے چلے گئے، جب آپ واپس آئیں تو آپ نے دکھا کہ وہ جگہ تو خالی ہے، اور قافلہ جا چکا ہے، آپ کو اطمینان تھا، کہ جب نبی اکرم ﷺ کو پتہ چلے گا تو کسی نہ کسی کو بھیجیں گے، چنانچہ آپ وہیں پر بیٹھ گئیں، تھوڑی دیر کے بعد نیند غالب آ گئی، چنانچہ اپنے اوپر چادر لی اور سو گئیں۔

نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ صحابہؓ میں سے کسی ایک صحابی کو حکم دیا جاتا

تھا، کہ جب سارا قافلہ چلا جائے اگر رات کا وقت ہو تو صبح کے وقت اس جگہ پر آ کر دیکھیں کہ کہیں کوئی چیز پیچھے نہ پڑی رہ گئی ہو، چنانچہ ایک بدری صحابی حضرت صفوان بن معطلؓ جو پکی عمر کے تھے، نبی اکرم ﷺ نے اس کام پر تعینات فرمایا تھا، وہ جب اس جگہ پر آئے تو کسی کو اس جگہ پر لیٹا ہوا پایا، قریب آئے تو انہوں نے پہچان لیا کہ یہ تو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں، انہوں اونچی آواز میں "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا، ان کی آواز سن کر آپؓ کی آنکھ کھل گئی، آپ نے جو اپنے اوپر چادر لی ہوئی تھی، اس سے اپنے آپ کو پوری طرح ڈھانپ لیا، انہوں نے آپ کے لئے اپنے اونٹ کو بٹھایا، آپ اوپر بیٹھ گئیں، انہوں نے مہار پکڑی اور چل پڑے حتیٰ کہ وہ جب اس قافلے کے پاس پہنچے تو قافلے میں موجود جو منافقین تھے انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ ہاں! اس میں تو کچھ نہ کچھ بات ہوگی، وہ تو پہلے ہی ایسے موقع کی تلاش میں تھے، جس میں وہ مسلمانوں کو پریشان کر سکیں، اور نبی اکرم ﷺ کو ایذائیں پہنچا سکیں، چنانچہ انہیں باتیں کرنے کا موقع مل گیا۔

چنانچہ جب مدینہ منورہ پہنچے تو نبی اکرم ﷺ کو اس بات کا پتہ چلا، آپ ﷺ کو بڑا غم ہوا، بڑا صدمہ ہوا، لوگوں میں یہ بات عام ہونا شروع ہوگئی، سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں آ کر ایک مہینہ تک بیمار رہی اور کمزور بھی ہوگئی، ایک دن میں ایک صحابیہ ام مسطحؓ کے ساتھ قضائے حاجت کے لئے رات کو باہر نکلی، وہ ایک جگہ پر قدم اٹھانے لگیں، تو ان کو ٹھوکر لگی، انہوں نے اپنے بیٹے کے بارے میں بددعا کر دی، میں نے کہا تم اپنے بیٹے کے لئے بددعا کیوں کر رہی ہو؟ وہ کہنے لگیں کہ تمہیں پتہ نہیں کہ وہ تمہارے متعلق کیا بات کہہ رہا ہے؟ میں نے پوچھا کہ کیا بات کہہ رہا ہے؟ اس وقت انہوں نے ساری تفصیل بتا دی کہ آپ کے بارے میں اس وقت شہر میں یہ یہ باتیں ہو رہی ہیں، فرماتی ہیں، کہ جب میں نے یہ باتیں سنیں، تو میرے دل پر بڑا صدمہ ہوا، میں گھر آئی اور نبی اکرم ﷺ کا انتظار کرنے لگی، آپ ﷺ جب مسجد سے تشریف لائے تو میں آپ کے سامنے آئی اور سلام کیا آپ ﷺ نے میرے سلام کا

جواب دیا، مگر چہرہ دوسری طرف کرلیا، میں دوسری طرف سے آئی، مگر نبی اکرم ﷺ نے اپنی نگاہیں دوسری طرف کرلیں، آپ ﷺ کی خاموش نگاہوں نے مجھے بہت ساری باتیں سکھادیں کہ اس وقت محبوب ﷺ کی طبیعت پر بوجھ ہے اور آپ ﷺ کوئی بات کرنا نہیں چاہتے۔

میں نے سوچا کہ چلو میں اپنے ماں باپ کے گھر چلی جاتی ہوں، تا کہ صحیح بات کا پتہ چل سکے، میں نے اجازت چاہی، اللہ کے محبوب ﷺ نے اشارہ سے فرمادیا کہ ہاں! چلی جاؤ، فرماتی ہیں کہ جب میں وہاں پہنچی تو میری والدہ نے دروازہ کھولا میں نے دیکھا کہ میری والدہ کی آنکھیں رو رو کر سرخ ہو چکی ہیں، پریشان چہرے کے ساتھ کھڑی ہیں، میں نے پوچھا، امی! کیا ہوا؟ والدہ خاموش ہیں، آنکھوں سے آنسو ٹپکنا شروع ہو گئے، میں نے پوچھا امی! میرے ابو کدھر ہیں؟ انہوں نے اشارہ کردیا، میں نے دیکھا کہ چارپائی پر بیٹھے اللہ کا قرآن پڑھ رہے ہیں، ایک ایک آیت پر آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرتے ہیں، اللہ کے حضور دعائیں مانگ رہے ہیں، فرماتی ہیں کہ میں نے جب غم کا ماحول دیکھا تو میری طبیعت اور آزردہ ہوئی، میں نے سوچا کہ میں کیا کروں؟ جن پر مجھے مان تھا، جو میری زندگی کے رکھوالے تھے، وہ بھی مجھ سے آج ناراض ہیں، ماں باپ بھی آج جدا ہیں، میں آج کہاں جاؤں؟ دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ ہو کہ میں اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہوں، چنانچہ فرماتی ہیں کہ میں نے وضو کیا اور گھر کے ایک کونے کی طرف جانے لگی، ماں نے پوچھا، عائشہ! کدھر جارہی ہو؟ ان کو ڈر لگ گیا تھا کہ بیٹی غمزدہ ہے، ایسا نہ ہو کہ بیٹی کوئی سنگین فیصلہ کر لے، فرماتی ہیں کہ اس وقت میں نے کہا، امی! میں اپنے رب کے حضور دعائیں کرنے جارہی ہوں، گویا یوں کہنا چاہتی تھیں کہ امی! ہائی کورٹ تو ناراض ہو گئے، اب میں سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹانے جارہی ہوں، فرماتی ہیں کہ میں نے مصلی بچھایا اور سجدے میں سر رکھ کر دعائیں مانگنی شروع کیں کہ اے مسکینوں کے پروردگار! اے فریادیوں کی فریاد سننے والے اللہ! اے مظلوموں

کے پروردگار! اے کمزوروں کی سننے والے آقا! تیرے مقبول بندوں پر جب بھی کوئی ایسا وقت آیا، اللہ! تو نے ہی ان کی مدد کی، اللہ! یوسفؑ پر بات بنی تھی تو آپ نے برأت دلوائی، اللہ! مریمؑ پر بات بنی تھی تو آپ نے ہی ان کی پاکدامنی کی گواہی دلوائی، اللہ! آج تیرے محبوب ﷺ کی حمیرا تیرے دروازے پر حاضر ہے، اور فریاد کرتی ہے، کہ میرے بارے میں بھی اسی طرح کی باتیں کی جارہی ہیں، پروردگار! تو حمیرا کی مدد فرما، میرے آقا ﷺ نے بھی اس وقت میرے ساتھ بات کرنا چھوڑ دی ہے، اے اللہ! تیرے سوا کوئی ذات نہیں جو دکھی دلوں کو تسلی دے سکے، جو غمزدہ دلوں کو اطمینان دے سکے، رو رو کر دعائیں کر رہی ہیں۔

ادھر دعائیں مانگی جارہی ہیں اور ادھر آقا ﷺ نے مسجد نبوی میں مجلس مشاورت قائم کی ہوئی ہے، حضرت ابو بکر صدیقؓ تو گھر میں تھے، باقی صحابہؓ جمع ہیں، محدثین نے اس کا عجیب منظر لکھا، فرماتے ہیں، کہ نبی اکرم ابھی غمزدہ بیٹھے تھے، صحابہؓ کے چہروں پر اداسی تھی، انہوں نے اپنے محبوب کے چہرے کو غمزدہ دیکھا جس کی وجہ سے ان کی طبیعت بھی عجیب بن چکی تھی، چنانچہ بعض صحابہ ہسکیاں لے لے کر رو رہے تھے، نبی اکرم ﷺ نے اس وقت اپنے یاروں سے پوچھا، اس معاملہ میں تم کیا مشورہ دیتے ہو؟ سب سے پہلے حضرت عمرؓ سے پوچھا، عمر! تم اس معاملہ میں کیا کہتے ہو؟ حضرت عمرؓ نے آگے بڑھ کر کہا، اے اللہ! نبی ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت و شرافت بخشی، آپ ﷺ کے بدن پر کوئی مکھی بھی نہیں بیٹھتی، جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اتنا پاکیزہ بنایا کہ اس پر ایک گندی مکھی کو بیٹھنے کی اجازت نہیں تو آپ ﷺ کی رفیقہ حیات ایسی کیسے ہو سکتی ہے، جس کے اندر گناہوں کی نجاست ہو؟ اس لئے مجھے تو یہ چیز ٹھیک نظر نہیں آتی، نبی اکرم ﷺ نے عثمان غنیؓ سے پوچھا، عثمانؓ! تم بتاؤ کہ معاملہ کیا ہو سکتا ہے؟ حضرت عثمان غنیؓ نے نبوت کی صحبت کا حق ادا کر دیا، عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! اللہ رب العزت نے آپکو ایسا بنایا کہ بادل آپ پر سایہ کئے رکھتا ہے، آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا کہ ایسا نہ ہو کہ کسی کا قدم آپ کے سایہ پر پڑ جائے،

جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے ادب کا اتنا لحاظ فرمایا کہ کسی غیر کے قدم آپ کے سایہ پر نہیں پڑسکتے تو یہ کیسے ممکن ہے، کہ کسی کو آپ کی زوجہ مطہرہ پر قدرت حاصل ہو جائے، لہٰذا یہ چیز تو ہمارے وہم وگمان سے بھی باہر ہے، ان کی بات سن کر نبی اکرم ﷺ خاموش ہو گئے، اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے پوچھا، علیؓ! تم بتاؤ کہ کیا معاملہ ہو سکتا ہے؟ سیدنا علیؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے نبی ﷺ! ایک مرتبہ آپ ﷺ کے جوتے کے ساتھ نجاست لگی ہوئی تھی، آپ چاہتے تھے، کہ پہن لیں مگر اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو بھیجا تھا اور آپ کو اطلاع دے دی تھی، کہ آپ کے جوتے کے ساتھ نجاست لگی ہوئی ہے، جب جوتے پر نجاست لگی ہوئی تھی تو آپؐ کو بتا دیا گیا تھا، اگر آپؐ کے گھر کے ساتھ کوئی ایسا معاملہ ہوتا تو آپکو کیوں نہ بتا دیا جاتا؟ اس لئے یہ بات مجھے ٹھیک نظر نہیں آتی، نبی اکرم ﷺ پھر خاموش ہو گئے آپ ﷺ کی غمگینی کو دیکھ کر حضرت علیؓ دوبارہ بولے، اور کہنے لگے، اے اللہ کے نبی ﷺ! اگر آپ کی طبیعت بہت غم زدہ ہے تو آپ ﷺ چاہیں تو طلاق دے دیں، آپ ﷺ کے لئے بیویوں کی کونسی کمی ہے؟ اللہ تعالیٰ آپؐ کو کوئی اور رفیقہ حیات عطا فرما دیں گے، ان کی یہ بات سن کر حضرت عمرؓ تڑپ اٹھے اور کھڑے ہو گئے، انہوں نے اس وقت نبی اکرم ﷺ سے پوچھا، اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ یہ ارشاد فرمایئے کہ یہ نکاح آپ ﷺ نے اپنی مرضی سے کیا تھا، یا آپ کو اشارے سے بتا دیا گیا تھا؟ یہ آپ کی پسند تھی؟ یا کسی اور کی پسند تھی؟ نبی اکرم ﷺ نے انگلی سے اوپر کی طرف اشارہ کیا کہ یہ تو میرے رب کی طرف سے اشارہ تھا، حضرت عمرؓ فرمانے لگے، اللہ کے نبی ﷺ! اب آپ مجھے چھوڑ دیجئے اور ان منافقین کو چھوڑ دیجئے، میری تلوار جانے اور منافقین کی گردنیں جانیں، وہ ایسی توہین آمیز بات کیسے کر سکتے ہیں؟ رب کریم کی پسند پر وہ ایسی باتیں کر رہے ہوں، یہ نہیں ہو سکتا، نبی اکرم ﷺ نے اس وقت حضرت عمرؓ کو پیار کی آنکھوں سے دیکھا، گویا دل سے کہہ رہے ہوں کہ عمر! اللہ تیرا نگہبان ہو، تو نے میرے غم کو ہلکا کر دیا، نبی اکرم ﷺ کی طبیعت میں اطمینان آ گیا، آپ اٹھے اور مجلس برخاست ہو گئی۔

آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر کی طرف یہ معلوم کرنے کے لئے جاتے ہیں کہ میری حمیرا کس حال میں ہے؟ نبی اکرم ﷺ دستک دیتے ہیں، سیدنا صدیق اکبرؓ کی اہلیہ نے دروازہ کھولا، نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ ان کا رو رو کر برا حال ہو چکا ہے، جب صدیق اکبرؓ کی طرف دیکھا تو ان کی آنکھیں بھی رو رو کر سرخ ہو چکی تھیں اور سوج چکی تھیں، آپ ﷺ نے پوچھا، حمیرا نظر نہیں آ رہی، حمیرا کہاں ہے؟ انہوں نے کونے کی طرف اشارہ کیا، اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہؓ سجدے میں دعائیں مانگ رہی تھیں، بعد میں فرماتی ہیں کہ محبوب ﷺ جب تشریف لائے تھے تو میرے دل میں بات آئی کہ میں اسی وقت اٹھ کر آقا ﷺ کے قدموں کے ساتھ چمٹ جاؤں اور جی بھر کر رو لوں کہ میرے ساتھ یہ کیا معاملہ پیش آیا ہے، مگر میرے دل نے کہا، عائشہ! تو نے اپنے رب کے سامنے اپنی فریاد بیان کر لی ہے، اب اپنے رب سے ہی مانگ لے، تیرا رب تیرا نگہبان ہوگا، چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا حمیرا! آپ ﷺ کی آواز سنتے ہی حمیرا نے سجدہ مکمل کیا اور آ کر چارپائی پر خاموش بیٹھ گئیں، نبی اکرم ﷺ قریب بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے پیار سے سمجھایا اور فرمایا، حمیرا! اگر تجھ سے کوئی ایسی غلطی ہو گئی ہے تو اپنے رب سے معافی مانگ لے، رب کریم گناہوں کو معاف کرنے والے ہیں، فرماتی ہیں کہ اس وقت تو میں صبر کے ساتھ بیٹھی تھی، آپ ﷺ کی یہ بات سن کر میرے ضبط کے بندھن ٹوٹ گئے، میری آنکھوں سے آنسو آنا شروع ہو گئے، میں روتی رہی، مگر خاموش تھی، روتے ہوئے میں نے کہا، میں وہی بات کہوں گی جو یوسف علیہ السلام کے والد نے کہی تھی "اِنَّمَا اَشْكُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَى اللّٰهِ" میں اپنا غم اور شکوہ اپنے رب سے کہتی ہوں، فرماتی ہیں کہ میں نے یہ الفاظ کہے اور محبوب ﷺ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھا، آپ ﷺ کی پیشانی پر پسینے کے قطرے دیکھے، اور آپ ﷺ کے اندر وہ حسین کپکپی دیکھی جو وحی کے نزول کے وقت ہوا کرتی تھی، محبوب ﷺ کے اوپر غنودگی سی طاری ہوتی گئی، آپ ﷺ نے اپنے اوپر چادر لے لی، فرماتی ہیں کہ میں آرام سے بیٹھی تھی، میرے دل میں خیال تھا کہ اللہ

تعالیٰ ان کو القا کر دیں گے، یا نیند میں کوئی خواب دکھا دیں گے، اور وضاحت فرما دیں گے، مگر میرے باپ اور میری ماں پر وہ چند لمحے بڑے عجیب تھے میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ تڑپ رہے تھے کہ وحی نازل ہو رہی ہے، پتہ نہیں کہ میری بیٹی کی قسمت کا کیا فیصلہ ہوتا ہے، والد کی آنکھوں میں بھی آنسو اور والدہ کی آنکھوں میں بھی آنسو، فرماتی ہیں کہ میں آرام سے بیٹھی تھی، تھوڑی دیر کے بعد میرے آقا ﷺ نے چہرۂ انور سے کپڑا اٹھایا تو آپ ﷺ کا چہرۂ انور کپڑے سے ایسے باہر نکلا جیسے بادل ہٹتا ہے، تو چودھویں کا چاند نظر آتا ہے، فرمانے لگیں کہ میں نے چہرۂ انور پر بشاشت دیکھی، میں سمجھ گئی کہ اللہ رب العزت نے رحمت فرمادی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، عائشہ! مبارک ہو، اللہ کا کلام آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ﴾ (پ ۱۸، النور) اللہ تعالیٰ نے تیری برأت نازل فرمادی، فرماتی ہیں کہ اس وقت میری والدہ فرمانے لگیں، عائشہ! اٹھو اور نبی اکرم ﷺ کا شکریہ ادا فرما، فرمانے لگیں، میری توجہ رب کی طرف گئی، فرمانے لگیں، میں اپنے رب کا شکریہ ادا کرتی ہوں جس نے محبوب ﷺ کی حمیرا کی فریاد کو قبول فرمایا، ان کی پاکدامنی کی گواہی میں قرآن مجید میں ۱۸ آیتیں نازل فرمادی گئیں، یہی نہیں کہ ان کی برأت نازل فرمادی، بلکہ آگے فرمادیا کہ تمہیں اتنا عرصہ جو پریشان رہنا پڑا، اس کے بدلے میں ﴿لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ تمہارے لئے مغفرت اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا اجر ہے۔ کسی نے کیا خوب فرمایا۔

تری پاکیزگی پر نطق فطرت نے شہادت دی
تجھے عظمت عطا کی، عافیت بخشی فضیلت دی
خدائے لم یزل کا بارہا تجھ کو سلام آیا
مبارک ہیں وہ لب جن پر ازل سے تیرا نام آیا
رسول اللہ نے رکھا ہے صدیقہ لقب تیرا

فقط فرشی نہیں عرشی بھی کرتے ہیں ادب تیرا
شرف تیرے دوپٹے نے یہ جنگ بدر میں پایا
اسے پرچم بنا کر رحمت عالم نے لہرایا
ترا حجرا امین خاص ہے ذات رسالت کا
فرش پر ہو کے بھی ٹکڑا ہے یہ باغ جنت کا
اسی میں رحمت للعالمین رہتے تھے رہتے ہیں
ترا حجرا ہے وہ جسے گنبد خضرا بھی کہتے ہیں
شفاعت کی ترے رحمت کدے سے ابتدا ہوگی
اسی پر امتوں کی مغفرت کی انتہا ہوگی

جب پاکدامن انسان کو زندگی میں پریشانی آتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ خود ان کی پشت پناہی فرمایا کرتے ہیں، آج بھی جو انسان نیکو کاری کی زندگی اور پرہیزگاری کی زندگی بسر کرے گا، اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اس کے ساتھ ہوگی محبوب کی تعلیمات کتنی اچھی ہیں کہ آپؐ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی بھی ایسا کام کیا جائے جو حیاء کے تقاضوں کے خلاف ہو، آپ ﷺ نے ایک ایک صحابیؓ کو حیاء کا ایسا نمونہ بنا دیا تھا، کہ ان کی نگاہیں پاکیزہ، ان کے دل پاکیزہ، اور ان کی زندگی گناہوں سے پاکیزہ ہوتی تھی، اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی ان کی پاکدامنی والی زندگیوں کا نمونہ عطا فرمادے اور ہمیں بھی حیاء اور غیرت والی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمادے۔

اللہ رب العزت ہماری حفاظت فرمائے اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، اور نیک اعمال کو سبب بنا کر اللہ تعالیٰ ہماری زندگیوں میں برکت عطا فرمادے، اور اب تک ہم نے جتنے بھی گناہ کیے، چھوٹے یا بڑے، تنہائی میں کیے یا محفل میں کیے، دن میں کیے یا رات میں کیے، اللہ رب العزت ہمارے تمام گناہوں کو معاف فرمادے اور آئندہ ہمیں پاکیزہ نگاہیں عطا فرمادے، اور نگاہوں کی نامسلمانی سے محفوظ فرمادے۔ (آمین ثم آمین)

سبحان اللہ اللہ رب العزت کتنے کریم ہیں پاکدامنی کی زندگی گذارنے والوں کو دنیا میں بھی اپنی رحمتوں کا سایہ عطا کرتے ہیں اور قیامت کے دن اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائی گے قرآن میں اللہ تعالی انکی عظمتون کے تذکرے کر دیے ہیں پھر قیامت تک قرآن انکی سچائیوں کی گواہیاں دیتا ہے۔

اسلئے میری بہنوں! اور بیٹیو! آج اس محفل میں دلوں کے ارادے پکے کر لیجئے ہم نے ساری زندگی اپنی عزت وناموس کی حفاظت کرنی ہے، گناہ کبیرہ سے بچ کر زندگی گزارنی ہے، پردہ داری کی زندگی گزارنی ہے، تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالی ہمارے پردے کی لاج رکھ لیں، تو جب آپ اس طرح نیک بن کر زندگی گذاریں گی، تو پروردگار کی رحمتیں آپ کے ساتھ ہوں گی، فقط صورت کو سنوارنے کے بجائے اپنی سیرت کو سنوارنے کی فکر کر لیجئے، اسلئے کہ خوبصورت عورت کو دیکھنے سے آنکھیں خوش ہوتی ہیں اور خوب سیرت عورت کو دیکھنے سے دل خوش ہوجایا کرتا ہے، میری بات یاد رکھنا کہ قد بغیر اونچی ایڑی کے جوتے کے بھی بڑا نظر آسکتا ہے، اگر شخصیت میں بلندی ہو، آنکھیں بغیر سرمہ کے بھی خوبصورت لگ سکتی ہیں، اگر حیاء سے بھری ہوئی ہوں، پلکیں بغیر مسکارے کے بھی دل فریب ہوسکتی ہیں اگر شرم کی وجہ سے جھکی ہوئی ہوں، اور پیشانی بغیر بندیا کے بھی خوبصورت لگ سکتی ہے اگر اس پر سجدوں کے نشان ہوں، تو آپ نیکوکاری اور تقویٰ کو اپنا لیجئے زندگی بھی پُرسکون گزاریئے، جھوٹ سے بچ کر سچ کی زندگی نصیب ہوگی، اور قیامت کے دن بھی سچوں کا ساتھ نصیب ہوگا، پروردگار ہمیں سچی زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمادے اور ابتک ہم نے زندگی میں جتنے بھی گناہ کئے جیسے بھی گناہ کئے پروردگار ان سب سے ہمیں آج پاک فرمادے اور ہمیں آئندہ پاک صاف زندگی گزارنے کی ہمت اور طاقت عطا فرمادے دلوں میں ایسی زندگی گزارنے کی ہمت اور ارادے کر لیجئے پروردگار کی رحمت ہوگی رمضان المبارک کی یہ گھڑیاں آپ کیلئے بخشش کا سبب بن جائیں گی پروردگار اٹھنے سے پہلے ہم عاجز مسکینوں کے گناہوں کو معاف فرمادے۔